عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

هفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۸	۹ تا ۱۵ / جمادی الاول ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ / جنوری ۲۰۱۹ء	شمارہ: ۳

صحابہ کرامؓ کا مقام بلند

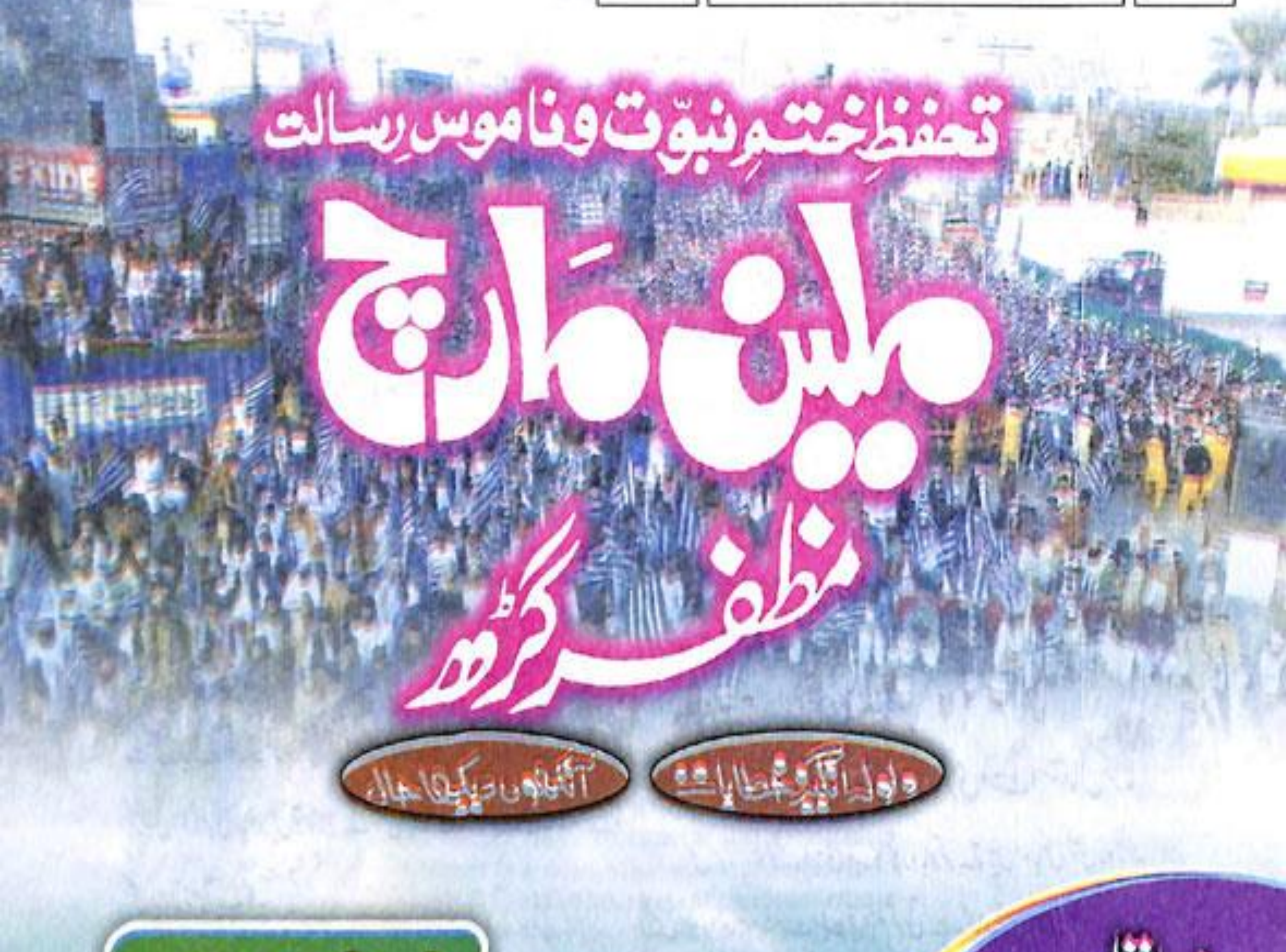

اسلام میں کردار سازی کی اہمیت

ضبطِ تولید شریعت کی روح کے خلاف

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

پیدائشی مختون

س:......ایک بچہ پیدا ہوا ہے قدرتاً اس کی ختنہ ہوئی ہوئی ہے۔ کیا دوبارہ اس کی ختنہ کی جائے گی یا نہیں؟

ج:......اگر پیدائشی طور پر وہ مختون ہے تو دوبارہ ختنہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے، ہاں اگر بعد میں ضرورت محسوس ہو تو کر سکتے ہیں۔

عمرہ کے لئے احرام باندھنا ضروری ہے

س:......کیا عمرہ کے لئے احرام باندھنا شرط ہے، اس کے بغیر عمرہ ادا نہیں ہوگا؟

ج:......جی ہاں! عمرہ کے لئے میقات سے پہلے احرام باندھنا اور نیت کرنا شرط ہے۔ اگر کوئی بغیر احرام باندھے اور بغیر نیت کے میقات سے گزر جائے اور مکہ مکرمہ پہنچ کر احرام باندھے تو دم لازم ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی احرام کی چادریں تو پہن لے لیکن میقات سے پہلے نیت نہ کرے تو بھی دم لازم آئے گا۔

سیّد کو زکوٰۃ دینا

س:......سیّد کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟

ج:...... سیّد اگر محتاج اور ضرورت مند ہو تو نفلی صدقہ یا ہدیہ کے ذریعہ اس کی مدد کر سکتے ہیں، لیکن سیّد کو زکوٰۃ دینا صحیح نہیں ہے۔ اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

روزوں کا فدیہ

س:......ایک عورت کے گزشتہ سال کے روزے رہ گئے تو اس نے تمام روزوں کا فدیہ دے دیا، لیکن اب وہ ان روزوں کی قضا کرنا چاہتی ہے تو کیا یہ فدیہ کافی ہے یا اب روزوں کی قضا بھی کرے؟

ج:......اگر کسی کے روزے رہ گئے ہوں عذر کی وجہ سے نہ رکھے ہوں تو بعد میں ان روزوں کی قضا کی جائے گی فدیہ دینا درست نہیں۔ روزے کے فدیہ کا حکم ان معذورین کے لئے ہے جو آئندہ زندگی میں مرض، ضعف، کمزوری کی وجہ سے کبھی روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں۔ لہٰذا ان کے لئے حکم ہے کہ وہ ہر روزہ کے بدلہ صدقہ فطر کے برابر فدیہ ادا کر دیا کریں، لیکن یہ معذورین بھی آئندہ کبھی صحت ہو جانے کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت رکھیں تو فدیہ باطل ہو جائے گا اور ان کے ذمہ گزشتہ روزوں کی قضا کرنا واجب ہو جائے گا۔

دکاندار کے لئے موبائل کمپنی کے فری منٹ استعمال کرنا

س:......جو لوگ ایزی پیسہ کا کاروبار کرتے ہیں موبائل کمپنی روزانہ انہیں بطور انعام ۵۰ منٹ مفت فراہم کرتی ہے۔ کیا یہ فری منٹ استعمال کرنا درست ہے، کہیں یہ سود میں تو نہیں آتا؟

ج:......اگر موبائل کمپنی یہ ۵۰ منٹ بالکل مفت فراہم کرتی ہے، اس کے عوض اپنے لئے کسی قسم کے قرض کے لین دین کا مطالبہ نہیں کرتی تو یہ فری منٹ ان کی طرف سے انعام ہی سمجھے جائیں گے، اس لئے ان کا استعمال کرنا درست ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،

علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،

مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۳۸ ۹ تا ۱۵؍ جمادی الاول ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲؍ جنوری ۲۰۱۹ء شمارہ: ۳

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

ضبطِ تولید شریعت کی روح کے خلاف ہے	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
تحفظ ناموسِ رسالت ملین مارچ، مظفر گڑھ	۷	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
باتیں اُن کی یاد رہیں گی!	۹	ش۔ ع، گلشن اقبال کراچی
صحابہ کرامؓ کا مقام بلند	۱۰	مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
اسلام کی کردار سازی کی اہمیت	۱۴	مولانا اسرار الحق قاسمی
شاہراہِ انسانیت کے روشن مینار (۲)	۱۶	مولانا مفتی محمد نعیم
پیغامِ مدارس کانفرنس، ناصر باغ لاہور	۱۹	عبدالقدوس محمدی
تھالی کا بینگن	۲۱	الحاج اشتیاق احمد مرحوم
رکنیت سازی میں بھرپور شرکت کیجئے	۲۴	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا شجاع آبادی اسلام آباد کے دورے پر	۲۶	مولانا زاہد وسیم

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر

فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

بنیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقامِ اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

معزز اراکین قومی اسمبلی سے دردمندانہ گزارش

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ امید ہے کہ آپ ایمان وصحت کی بہترین کیفیت میں ہوں گے!

بعض ذرائع اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے معلوم ہوا کہ مقامی حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ سکولوں اور کالجوں میں اسلامیات کا مضمون غیر مسلم اساتذہ پڑھائیں گے۔

حکومت کے اس غیر آئینی اور غیر قانونی فیصلہ سے مسلمانوں میں بے حد رنج وغصہ کی کیفیت ہے۔قادیانیوں کو ان کے کفریہ عقائد کی بنیاد پر ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔غیر مسلم اقلیت ہونے کے باوجود قادیانی اپنی عبادت گاہ کو مسجد ،مرزا قادیانی کو محمد رسول اللہ، مرزا قادیانی کی بیوی کو ام المومنین ،مرزا قادیانی کے دوستوں کو صحابی، قادیان کو مکہ، ربوہ کو مدینہ، اس کی باتوں کو حدیث اور اس پر نازل ہونے والی نام نہاد وحی کو قرآن مجید کہتے ہیں۔ چنانچہ ۲۶؍اپریل ۱۹۸۴ء میں قادیانیوں پر خود کو مسلمان کہنے، اپنے مذہب کو اسلام کہنے، اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے اور شعائر اسلامی استعمال کرنے پر سختی سے پابندی عائد کردی گئی۔اس سلسلہ میں تعزیرات پاکستان میں ایک نئی دفعہ ۲۹۸؍بی اور ۲۹۸؍سی بھی شامل کی گئی۔جس میں مذکورہ بالا پابندیوں کی خلاف ورزی پر قادیانیوں کو قید وجرمانہ کا ذکر ہے۔

سپریم کورٹ آف پاکستان نے اپنے تاریخی فیصلہ میں (ظہیر الدین بنام سرکار/page.1718scmr1993) میں قرار دیا ہے کہ قادیانی اپنے عقائد کے لحاظ سے ’’سلمان رشدی‘‘ کی طرح ہیں۔ مزید کہا کہ جب قادیانی اسلامی شعائر استعمال کرتے ہیں تو اعلانیہ طور پر حضور نبی کریم ﷺ کی توہین کرتے ہیں، جس سے مسلمانوں کا مشتعل ہونا اور طیش میں آنا فطری امر ہے۔ پاکستان کی اعلیٰ عدالتیں یہ قرار دے چکی ہیں کہ قادیانی جب بھی لفظ ’’محمد‘‘ لکھتے یا بولتے ہیں تو اس سے مراد ’’مرزا غلام احمد قادیانی‘‘ بھی لیتے ہیں۔ عدالتوں نے یہ بھی قرار دیا کہ اگر کوئی قادیانی کلمہ طیبہ پڑھے یا لکھے تو اس کے خلاف تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵؍سی کے تحت مقدمہ درج ہوگا، جس کی سزا سزائے موت ہے۔ قادیانی آئین میں دی گئی اپنی آئینی حیثیت کو نہیں مانتے۔ نہ قانون کو اور نہ ہی سپریم کورٹ کے فیصلوں کو تسلیم کرتے ہیں۔ جب کہ پنجاب اسمبلی میں یہ قرارداد بھی پاس ہو چکی ہے کہ کوئی قادیانی اسلامیات نہیں پڑھا سکتا اور اسلام آباد ہائی کورٹ نے بھی اپنے فیصلہ میں یہی بات تحریر کی ہے کہ کوئی غیر مسلم اسلامیات نہیں پڑھا سکتا۔

ان حقائق کی روشنی میں آپ آسانی سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جب کوئی قادیانی کسی سکول وکالج میں مسلمان طلبہ کو اسلامیات پڑھائے گا تو اس کے کیا نتائج برآمد ہوں گے؟ یہی معاملہ دیگر غیر مسلم اقلیتوں بالخصوص عیسائیوں اور ہندوؤں کا ہے۔ کوئی عیسائی اور ہندو قرآن مجید کی مقدس آیات، ان کا ترجمہ، ان کی تفسیر، حضور نبی کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ کی تشریح کن افکار وتعلیمات کی روشنی میں کرے گا؟

ہم دیانت داری سے سمجھتے ہیں کہ اگر حکومت نے زبردستی یہ فیصلہ مسلط کرنے کی کوشش کی تو اس سے پورے ملک میں لا اینڈ آرڈر کی سنگین صورت حال پیدا ہوگی۔ لہٰذا ممبران قومی اسمبلی سے دردمندانہ گزارش ہے کہ دین اسلام کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے قومی اسمبلی میں اس سنگین مسئلہ کو حل کرنے کے لئے اپنا اثر ورسوخ استعمال کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی وناصر ہو۔ آمین!

(مولانا) عزیز الرحمن جالندھری
مرکزی سیکریٹری جنرل، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

رابطہ: 0300-7314337

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

ضبط تولید شریعت کی روح کے خلاف ہے!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلامٌ علیٰ عبادہٖ الذین اصطفیٰ

سمجھ نہیں آرہا کہ اس حکومت اور مقتدر قوتوں نے پاکستانی قوم کے لئے کیا طے کر رکھا ہے، اس لئے کہ نعرہ تو پاکستان کو مدینہ جیسی ریاست بنانے کا ہے، لیکن کام سب دینِ اسلام کے خلاف اور مذہب بیزاری کے کئے جارہے ہیں، حتیٰ کہ شراب جیسی غلیظ اور حرام چیز پر پابندی لگانے کے اقلیتوں کے جائز مطالبے کو بھی قبول نہیں کیا جارہا۔

اس حکومت نے سب سے پہلے اسلام سے مرتد ہو کر قادیانیت اختیار کرنے والے عاطف میاں کو اپنا اقتصادی مشیر مقرر کرلیا، اس پر جب پوری پاکستانی قوم اور تحریک انصاف کے اندر سے احتجاج ہوا تو اس سے یوٹرن لے لیا گیا۔ اس کے بعد سینیٹ میں یہ قانون لانے کی کوشش کی گئی کہ ''جو توہین رسالت کرنے والوں کے خلاف عدالت میں دعویٰ دائر کرے گا اور اس دعوی کو ثابت نہیں کرسکے گا تو اس کو سزائے موت دی جائے گی۔'' یہ اس لئے کیا جارہا تھا، تاکہ کسی موذی اور موہن کے خلاف کوئی دعویٰ ہی دائر نہ کر سکے۔ اس پر جب سابق ڈپٹی چیئرمین اور سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری صاحب نے رکاوٹ ڈالی تو اسے واپس لے لیا گیا۔ اس کے بعد بھونڈے انداز میں ملعونہ آسیہ کو رہا کرایا گیا۔ اور اس پر احتجاج کیا گیا تو احتجاج کرنے والوں کو تو جیل میں ڈال دیا گیا، لیکن اس ملعونہ کو بڑے آرام کے ساتھ رکھا گیا ہے، تاکہ جیسے ہی قوم کسی دوسرے مسئلہ میں الجھے تو اسے خاموشی سے کسی دوسرے ملک بھیج دیا جائے۔ اس پر مزید یہ کہ پنجاب حکومت نے فروری میں سرکاری طور پر بسنت منانے کا اعلان کردیا، جب کہ یہ تہوار ایک ہندو کی یاد میں منایا جاتا ہے جس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور جنت کی عورتوں کی سردار حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گستاخی کی تھی، اس کی پاداش میں اس کو سزائے موت دی گئی تھی۔ کیا سمجھا جائے کہ مدینہ کی ریاست کا نعرہ لگانے والی حکومت گستاخانِ رسول کی پشت پناہ ہے کہ ایک گستاخہ، ملعونہ جس پر دو عدالتوں نے اسے سزائے موت کا حکم سنایا، اس کو تو رہا کردیا گیا، لیکن دوسرا گستاخ جسے اس کے کئے کی پاداش میں سزائے موت دے دی گئی تھی، اس کی یاد منائی جارہی ہے، اور اس یاد منانے میں خیر سے پنجاب کی ''مسلمان حکومت'' اس کی پشت پناہ بن گئی ہے، نعوذ باللہ من ذلک۔ آخر حکومت کے پاس اس کا کیا جواب ہے؟

دوسری طرف وزیر اعظم صاحب نے اعلان کیا کہ ہم ''کرسمس'' کا جشن سرکاری طور پر منائیں گے، جس پر ہماری حکومت کے بڑے ذمہ دار حضرات نے گرجوں میں جا کر عیسائیوں کی خوشنودی اور ہمنوائی میں کیک کاٹے۔ یہ اعلان اور اس پر عمل درآمد سے پہلے کم از کم جن علماء پر اس حکومت کو اعتماد ہے، ان ہی سے یہ پوچھ لیتے کہ کیا شرعاً ہمارے لئے اس کی کوئی گنجائش واجازت بھی ہے یا کہ نہیں؟ افسوس تو ہمیں وزیر مذہبی امور پر ہوا

جو ماشاء اللہ ایک عالم دین اور بزرگ آدمی ہیں، لیکن وہ بھی ان تقریبات میں شریک ہیں اور ان کی ہمنوائی کررہے ہیں۔ کیا کہا جائے کہ اسلام بیزاری سے اظہار کے تمام امور اس حکومت نے اپنے ذمہ لے لئے ہیں۔ ہائے افسوس!

شنید ہے کہ اسلامیات کا مضمون سرکاری اسکولوں میں پڑھانے کے لئے اقلیتوں کو پانچ فی صد کوٹہ دیا جارہا ہے۔ عوام حکومت سے پوچھنے کا یہ حق رکھتے ہیں کہ اس کی کیا ضرورت ہے؟ یہ پاکستان ہے، اسلام اس کا مملکتی مذہب ہے، قرآن وسنت اور اسلامی تعلیمات کو عام کرنا حکومت کی دستوری ذمہ داری ہے۔ اگر مسلمان یہ مضامین نہ پڑھا سکیں تو کسی حد تک مجبوری ہو سکتی ہے، لیکن جان بوجھ کر اسلامی تعلیمات غیر مسلموں کے ہاتھ میں دینا یہ کفر اور الحاد کا دروازہ کھولنا نہیں تو اور کیا ہے؟ مسلمان بچوں کو قادیانیوں اور عیسائیوں کے ہاتھوں میں دینے کے مترادف نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا حکومت نے اپنے اوپر یہ لازم کرلیا ہے کہ اسلام کو اس ملک سے نکالنا ہے یا مغرب کو خوش کرنے کے لئے ان کے ایجنٹ قادیانیوں کو پاکستان پر ہر حال میں مسلط کرنا اور ان کو حاکمیت کا حق دینا ہے۔ اگر ایسا ہے تو کھلے لفظوں میں بتادیا جائے، تاکہ پاکستانی قوم اپنے ایمان، عقیدہ اور اپنے ملک پاکستان کے تحفظ کا خود ہی انتظام کرلیں۔ ان تمام امور کا جواب حکومت کے ذمہ ہے۔

اسی طرح سکھوں اور قادیانیوں کو خوش کرنے کے لئے کرتارپور بارڈر کھولنے کا حکومتی اعلان اور تقریب۔ معلوم نہیں کہ حقیقت میں حکومت کو معلوم نہیں یا انجانے میں حکومت پاکستان دشمنوں کے ہاتھوں میں کھلونا بنتے ہوئے یہ اقدام کررہی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ دو ممالک کے معاملات ہمیشہ حکومتوں کی سطح پر طے ہوتے ہیں، لیکن یہاں معاملہ ایک طرف حکومت اور دوسری طرف ایک گروہ اور ایک طبقہ کے مابین ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بھارت بظاہر اس کو نہیں مان رہا اور دوسری طرف بھارت کی پنجاب اسمبلی نے متفقہ طور پر یہ قرارداد منظور کرکے اپنی وفاقی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ ”ہماری مذہبی جگہیں جو پاکستان میں ہیں ان کو بھارت کے حصہ میں ملاکر ہمیں دی جائیں اور اس کے بدلہ جتنا زمین بنتی ہے وہ پاکستان کے حوالہ کی جائے۔“ یہ بات اتنا سادہ نہیں جتنا اس کو سمجھا جارہا ہے، بلکہ ہمارے احرار کے بزرگوں میں سے علامہ شورش کشمیریؒ تقریباً پچاس سال پہلے یہ لکھ چکے ہیں کہ ایک وقت آئے گا کہ پاکستان کے دوسرے خطوں کے علاوہ انڈیا اور پاکستان کے پنجاب کو ایک کرنے کی کوشش کی جائے گی اور یہ سکھوں اور قادیانیوں کے گٹھ جوڑ سے ہوگا اور ان میں یہ طے ہوگا کہ اگر صدر سکھ برادری سے ہوگا تو وزیراعظم قادیانی اور اگر صدر قادیانی تو وزیراعظم سکھ ہوگا۔ کیا حکمرانوں سے پوچھا جاسکتا ہے کہ یہ سب کچھ اسی کی طرف لے جانے کے لئے تو نہیں کیا جارہا؟

حکومت نے یہ بھی نہیں سوچا کہ اگر بھارت نے پاکستانی حدود میں سندھی، بلوچی، پٹھان یا کسی قوم کو ساتھ ملاکر اس طرح کوئی اقدام کرلیا تو ہم کیا جواب دے سکیں گے؟ اور یہ بلوچستان میں جو بھارت کے جاسوس اور ایجنٹ تخریب کاری کررہے ہیں تو کیا اس سے ان کو سند جواز نہیں مل جائے گی؟ خدارا ملک وقوم پر رحم کریں اور ایسے اقدام نہ کریں جس سے ہمارے ملک کا استحکام اور سالمیت داؤ پر لگ جائے۔ اس ملک کے حصول میں بڑی قربانیاں دی گئی ہیں اور ملک پاکستان پوری اسلامی برادری کی امیدوں کا مرکز ہے، اسے اُجاڑنے کی راہ ہموار نہ کریں۔

اس کے ساتھ ساتھ آج ایک بار پھر خاندانی منصوبہ بندی اور ”بچے دو ہی اچھے“ کی مہم چلائی جارہی ہے، اس کے لئے ہماری حکومت اور کئی دوسرے سربراہان ایک سیمینار بھی منعقد کرچکے ہیں اور اس کے لئے ایک ادارہ کی تشکیل بھی کردی گئی ہے۔ جب کہ خاندانی منصوبہ بندی اسلامی تعلیمات کے مخالف تحریک ہے، جسے دشمنان اسلام نے مسلمانوں کے اندر متعارف کرایا ہے۔ کیونکہ یہ عمل جس طرح قرآن کریم اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے، اسی طرح ہمارے دستور اور آئین کے بھی صریحاً خلاف ہے، اس لئے کہ ہمارے آئین میں طے کیا گیا ہے کہ کوئی قانون قرآن وسنت کے خلاف نہیں بنایا جائے گا۔ ہم اس پر مزید تبصرہ کئے بغیر صرف اسلامی نظریاتی کونسل کی ایک رپورٹ کا حوالہ دیتے ہیں، جس سے واضح ہوگا کہ یہ اقدام قرآن وسنت اور آئین کے مطابق ہے یا اس کے خلاف ہے؟

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

تحفظ ناموس رسالت ملین مارچ، مظفر گڑھ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، جمعیت علماء اسلام اور متحدہ مجلس عمل کے زیر اہتمام چوتھا ملین مارچ مظفر گڑھ میں ۲۳ دسمبر صبح دس بجے سے عصر کی نماز تک منعقد ہوا۔ ملین مارچ میں لاکھوں مسلمانوں نے شرکت کی۔

تلاوت ونعت کے بعد افتتاحی بیان مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا ہوا، جس میں ملین مارچ کے انعقاد کی غرض و غایت بیان کی اور ناموس رسالت اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا عہد لیا۔

راقم کے بعد جامعہ قاسمیہ شرف الاسلام چوک سرور شہید کے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید فاروقی، جمعیت علماء اسلام پنجاب کے سالار مولانا عبدالمجید توحیدی کا بیان ہوا۔

مجاہد ملت مولانا محمد لقمان علی پوریؒ کے فرزند نسبتی مولانا حبیب اللہ علی پوری نے بتلایا کہ ہم نے اپنے مولانا کی یاد میں سیمینار کا پروگرام علی پور میں ترتیب ہوا تھا تو قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم کا حکم نامہ ملا، کہ یہ سیمینار اب ملین مارچ کے نام سے ہوگا اور مولانا علی پوریؒ کی یاد میں ہوگا۔ میں قائد جمعیت اور دوسرے قائدین کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے یہ عظیم الشان پروگرام ترتیب دیا۔ جمعیت علماء اسلام اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین مولانا اللہ وسایا، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا حمزہ لقمان، مولانا محمد راشد مدنی، مولانا محمد ساجد، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کی شبانہ روز محنت سے یہ پروگرام کامیابی سے ہمکنار ہوا۔

جمعیت علماء اسلام بلوچستان کے راہنما اور سابق وفاقی وزیر مولانا امیر زمان، سیّد فراز عارف شاہ، مجلس احرار اسلام کے سیّد کفیل بخاری، جمعیت علماء اسلام پنجاب کے نائب امیر مولانا محمد یحیٰی عباسی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا، جمعیت علماء اسلام سندھ کے ناظم اعلیٰ مولانا راشد محمود سومرو، وفاق المدارس العربیہ جنوبی پنجاب کے مسئول مولانا زبیر احمد صدیقی شجاع آباد، مولانا عبدالغفور حیدری، مولانا محمد اویس نورانی، مولانا فضل الرحمٰن کے بیانات ہوئے۔

مولانا راشد محمود سومرو اور مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ کا مجمع نے نعروں کی گونج میں کھڑے ہو کر استقبال کیا۔

مولانا عبدالغفور حیدری مدظلہ نے فرمایا کہ جناب عمران خان کو چار ایجنڈے دیئے گئے:

(۱) اسرائیل کو تسلیم کیا جائے، چنانچہ اس سلسلہ میں اسرائیل کا وزیر اعظم پاکستان آیا اور دس گھنٹے وزیر اعظم پاکستان کا مہمان رہا۔ PTI کی ایک ایم این اے نے اسمبلی کے فلور پر اسرائیل کو تسلیم کرنے کے غلط سلط دلائل دیئے۔ نیز ایک سابق فوجی افسر نے بھی اسرائیل کو تسلیم کرنے کے حق میں دلائل دیئے۔

(۲) قادیانیوں کے لئے سہولت کاری کا کردار سپرد کیا گیا۔ چنانچہ عمران خان نے برسراقتدار آتے ہی ایک پکے مکھے اور جنونی قادیانی کو اقتصادی کونسل کا ممبر بنایا۔ قوم کے احتجاج پر یوٹرن لے کر اس متعصب قادیانی کو ہٹایا گیا، پھر قادیانیوں کو کرتار پور کا بارڈر کھول کر قادیان جانے اور قادیان سے آنے کی سہولت دی گئی۔

(۳) توہین رسالت کے انسداد کے قانون کو غیر موثر یا ختم کرنے کا ایجنڈا انہیں سپرد کیا گیا۔ چنانچہ سینیٹ کی ایک کمیٹی میں بل پیش کیا گیا، جس میں کہا گیا کہ اگر مدعی کیس صحیح طریقہ پر نہ پیش کرسکے تو اسے بھی سزائے موت دی جائے۔ قائد جمعیت کے حکم پر میں نے اس میں صدائے احتجاج بلند کی کہ جب قتل کے کیس میں اگر مدعی دعویٰ صحیح طریقہ پر پیش نہ کرسکے، تو اس میں مدعی کو ایسی سزا نہیں جاتی تو اس میں کیوں ایسی حرکت کی جارہی ہے؟

مجھے ارباب حل وعقد نے کہا کہ جھوٹے کیسز کو روکنے کے لئے یہ بل پیش کیا جارہا ہے، میں نے کہا کہ کتنے قتل کے جھوٹے کیس ہوتے

ہیں۔ جب ان میں مدعی کو یہ سزا نہیں دی جاتی تو انسداد توہین رسالت قانون میں بھی ایسی کوئی قانون سازی نہیں ہونی چاہیے۔

(۴) چوتھا ایجنڈا سی پیک کو ختم کرانے کا انہیں سپرد کیا گیا، چنانچہ موجودہ حکومت کے برسراقتدار آنے کے بعد سی پیک پر کام رُک چکا ہے۔ ان حالات میں قائد جمعیت مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ان مسائل پر موثر اور بھرپور آواز اٹھائی۔

مولانا فضل الرحمن کی تشریف آوری پر لاکھوں عوام نے نعروں کی گونج میں کھڑے ہوکر ان کا استقبال کیا۔ قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن دامت برکاتہم نے سرائیکی وسیب کا سرائیکی زبان میں ملین مارچ میں تشریف آوری پر خیر مقدم کیا اور ایک سرائیکی زبان کا شعر بھی پڑھا، جس سے سرائیکی ادب سے واقف علماء کرام، مشائخ عظام اور عوام تڑپ اٹھے۔ انہوں نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ عوام کے اس جم غفیر نے جعلی حکمرانوں کے یہودی ایجنڈے کو دفن کردیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ الیکشن میں دھاندلی، ووٹ پر ڈاکہ ڈال کر تم مینڈیٹ تو چرا سکتے ہو لیکن تاحد نگاہ ہجوم کا راستہ نہیں روکا جاسکتا۔ مولانا نے فرمایا کہ عمران خان کی نام نہاد کامیابی پر قادیانیوں نے جشن منائے۔ قادیانی نیٹ ورک متحرک ہوا، لندن میں قادیانیوں کے جلسہ میں برطانوی وزیر نے شرکت کی۔ انہوں نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ اگر مدارس پر حملہ کیا گیا تو حملہ آور لوگوں کی ٹانگیں توڑ دیں گے۔ ہمیں اپنے اکابر نے ڈٹ جانا سکھایا ہے نہ کہ جھک جانا، ہم کفر کے ایوانوں اور ان کے ایجنٹوں سے بھڑ جائیں گے۔

انہوں نے کہا کہ مغرب کے دباؤ پر ایک ملعونہ کو رہا کیا گیا، ہمیں اس سے سروکار نہیں کہ تمہاری دلیل کیا ہے؟ دعویٰ واضح ہے کہ یہ فیصلہ بین الاقوامی دباؤ پر کیا گیا۔ سال رواں کے آغاز میں مالیاتی اداروں نے امداد اور قرض آسیہ ملعونہ کو رہا کرنے سے منسلک کیا۔ چنانچہ فیصلہ انہیں کو خوش کرنے کے لئے کیا گیا۔ اس فیصلہ سے مغربی دنیا، برطانوی پارلیمنٹ، یہود و نصاریٰ اور کفر خوش اور مطمئن ہوا، جبکہ مسلمانانِ عالم مضطرب، ایس پی انویسٹیگیشن، ٹرائل کورٹ، ہائی کورٹ کی تفتیش اور فیصلہ کو سرے سے دیکھا ہی نہیں گیا اور ایک گھنٹہ میں فیصلہ کردیا گیا۔ ہمارے چیف جسٹس ڈیم بنا رہے ہیں، ہسپتالوں کے دورے کرتے ہیں، گلی کوچوں کی صفائی کو چیک کرتے ہیں، متعلقہ گاؤں میں جاکر ہی تفتیش کرلیتے، ملعونہ کو رہا کرنے کے لئے قرآن و حدیث کا سہارا لیا گیا، لیکن ممتاز حسین قادری کے فیصلہ کے سلسلہ میں قرآن، حدیث اور فقہ کو چھوڑ دیا گیا۔ کاش کہ ایک عاشق رسول کے سلسلہ میں بھی قرآن و حدیث اور فقہ سے پوچھ لیتے۔ گستاخ رسول کو رہا کرنے کا فیصلہ عوام کو مطمئن کرنے کے لئے اردو میں لکھا گیا۔ کاش کہ ٹرائل کورٹ اور ہائیکورٹ کے فیصلے بھی اردو میں ہوتے تا کہ عوام کو تقابل کرنے میں سہولت ہوتی۔ انہوں نے کہا کہ حکمران علماء کے پیچھے چھپنے کی کوشش کررہے ہیں۔ ان علماء کی پشت پر بھی تو ہم ہیں، اس میں تمہیں پناہ نہیں ملے گی۔

بین الاقوامی دنیا کو پاکستان کی اسلامی حیثیت، مذہب، مذہبی ادارے قبول نہیں، وہ پاکستان کو سیکولر بنانا چاہتے ہیں۔ ریاست مدینہ کی بات کرنے والے اب اسلامیات کے مضامین عیسائی، ہندو اور قادیانیوں سے پڑھوائیں گے اور اس کا آغاز پنجاب سے ہوگا۔ گیارہ سو سینما کھولے جائیں گے۔ ان میں انڈین فلمیں چلیں گی۔ عذر یہ کیا جاتا ہے کہ اگر انڈین فلمیں نہ چلیں تو ہماری انڈسٹری تباہ ہوجائے گی۔

یہ بھی کہا گیا کہ ۷۵ فیصد طالبات اور ۴۵ فیصد طلبا نشہ کرتے ہیں، جب ملک کا بڑا نشہ کرے گا تو چھوٹے کیوں نہ کریں گے۔ عصری تعلیمی ادارے نشہ کے مراکز بن چکے ہیں اور نزلہ دینی مدارس پر ہے۔

جنرل ضیاء الحق نے اسلام کا نام استعمال کیا۔ میاں نواز شریف نے خلافت راشدہ کا نعرہ لگایا، موجودہ حکمران ریاست مدینہ کا نعرہ لگا رہے ہیں یہ سیاسی اسٹنٹ ہیں۔ نعرہ ریاست مدینہ کا اور تمہاری شکلیں بتلارہی ہیں کہ تم ریاست مدینہ نہیں یہود مدینہ کے پیروکار ہو۔ ریاست مدینہ سے میثاق مدینہ لیا جارہا ہے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کو یہودیوں سے پاک کیا۔ انہیں خیبر بھیج دیا، پھر خیبر سے بھی نکال دیا بلکہ فرمایا: "اخرجوا الیہود من جزیرۃ العرب"

تمہاری ایم این اے اور ریٹائر جنرل اسرائیل تسلیم کرنے کی بات کرتے ہیں، جبکہ بانی پاکستان جناب محمد علی جناح نے جب فلسطین سے مسلمانوں کو بے دخل کیا جارہا تھا، اس کی بھرپور مذمت کی تھی، اگر یہ قائد کا پاکستان ہے تو قائد تو یہودیوں کے مظالم پر احتجاج کرتے ہیں اور تم انہیں تسلیم کرتے ہو۔ اسرائیل کو تسلیم کرنا فلسطین پر اس کا قبضہ تسلیم کرنا ہے اور کشمیر کے مسئلہ کو دفن کرنے کے مترادف ہے۔ نام سکھوں کا اور فائدہ

قادیانیوں کو پہنچانے کے لئے کرتار پور کا بارڈر کھولا جاتا ہے کیونکہ کرتار پور سے قادیان ۵۵ کلو میٹر کے فاصلہ پر ہے۔ ہندوستان نے کہا کہ کرتار پور کا بارڈر پاکستان کا یکطرفہ فیصلہ ہے۔ اس میں سکھ نمائندہ ذاتی طور پر شریک ہوا۔ نعرے:

امریکا کا جو یار ہے، اسلام کا غدار ہے
اسرائیل کا جو یار ہے پاکستان کا غدار ہے

اگر تم سکھوں کے ساتھ یکطرفہ تعلقات قائم کروگے تو وہ قوم پرست بلوچوں، پٹھانوں، قوم پرست سندھیوں کو استعمال کریں گے، جو پاکستان کے لئے انتہائی خطرناک ہوگا اور پاکستان کی سلامتی کا بھی سوال ہوگا۔

ہم آئین کی اسلامی دفعات، ختم نبوت، ناموس رسالت کا بہرصورت دفاع کریں گے۔

جمیعت اہلحدیث کے سربراہ علامہ ساجد میر، جمیعت علماء پاکستان کے ناظم اعلیٰ علامہ اویس نورانی آخر میں تشریف لائے اور انہوں نے مولانا کے خطاب کی تائید کی۔

جھلکیاں:

ملین مارچ کو کامیاب بنانے کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے دس ہزار اشتہار اور ہزاروں پینا فلیکس اور ہینڈ بل شائع کئے اور وہ پورے جنوبی پنجاب میں تقسیم کئے گئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین مولانا محمد اسحق ساقی، مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا حمزہ لقمان علی پوری، مولانا محمد اقبال میلسی، مولانا محمد ساجد اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے بھی کئی کئی روز شب و روز مساجد، مدارس میں آواز لگائی اور انفرادی ملاقاتیں بھی کیں۔ ☆☆☆

باتیں ان کی یاد رہیں گی

حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے خلیفہ ارشد حضرت مولانا بشیر احمد پسروریؒ میرے نانا جان، حضرت مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹیؒ کے رشتے میں تایا لگتے تھے۔ انہوں نے میرے نانا جان کو بچپن میں ان کی والدہ سے مانگا تھا تاکہ وہ ان کی تعلیم وتربیت کریں، کیونکہ نانا جان ان کے ذہین ہونے کے ساتھ ہی پڑھنے کے نہایت شوقین بھی تھے۔ پہلے پہل تو والدہ نے انکار کیا اور کہا: ''جس کی دو آنکھیں ہوں وہ تو ایک دے دے، لیکن جس کی ایک ہی ہو وہ کیسے دے؟'' (چونکہ نانا جان اس وقت ان کے اکلوتے بیٹے تھے بعد میں کئی برس بعد اللہ نے دوسرے بیٹے سے بھی نوازا) مگر جب نانا جان بارہ یا تیرہ برس کے ہوئے تو ان کی والدہ کو احساس ہوا اور انہوں نے اپنے اس اکلوتے بیٹے کو حضرت بشیر احمد پسروریؒ کے سپرد کر دیا۔ انہوں نے پوری زندگی نانا جان کو اپنے سگے بیٹوں کی طرح عزیز از جان رکھا اور تعلیم وتربیت کا اس حد تک خیال رکھا کہ سفر میں بھی انہیں ساتھ رکھتے تاکہ سبق کا حرج نہ ہو۔ ایک مرتبہ حضرت والا کا حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ (امیر شریعت) کے پاس ملاقات کے لئے جانا ہوا تو نانا جان بھی ان کے ہمراہ تھے، سو جب وہاں پہنچے تو نانا جان چونکہ بچپن میں بہت صحت مند اور موٹے تھے تو حضرت شاہ جیؒ ان سے کوئی کام کہتے تو فرماتے: ''بیٹا ڈبے! فلاں کام کردو، بیٹا ڈبے فلاں چیز پکڑا دو'' (ڈبے کے نام سے پکارتے تھے) پھر جب ان کے پاس سے نانا جان کی واپسی ہونے لگی تو ان کو مخاطب کر کے فرمایا: ''برخوردار! برا مت ماننا، میں نے تجھے علم کا ڈبہ کہا ہے'' (نانا جان فرماتے ہیں، میں اس وقت نا سمجھ تھا کہ حضرت شاہ جیؒ سے اپنے لئے دعا کا کہتا) تو حضرت بشیر احمدؒ نے فرمایا: ''حضرت شاہ جی! دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اس کو علم کا ڈبہ ہی بنائے۔'' حضرت شاہ جیؒ نے دعا فرمائی پھر اللہ نے نانا جان کو خوب علم سے نوازا اور عالم باعمل بنایا۔ (اللہ رب العزت ان تمام بزرگوں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے)۔ آمین۔

حضرت شاہ جیؒ کی دعا کی قبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ نانا جان پاکستان سے جب برطانیہ تشریف لے گئے تو وہاں ''ولور ہیمپٹن'' کی مسجد میں خطیب بنے۔ ایک دفعہ مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی ولی حسن ٹونکیؒ کا برطانیہ کا سفر ہوا تو نانا جان نے ان کا بیان اپنی مسجد میں رکھوایا۔ سو جب بیانات کا سلسلہ شروع ہوا تو دوسرے بھی کچھ علماء تھے جن کے بیانات ترتیب وار ہونے لگے، اسی اثنا میں حضرت والا نانا جان سے فرمانے لگے کہ: ''مولانا! میرا بیان پہلے کروالیں میں بھول جاؤں گا'' نانا جان نے کہا: حضرت آپ چیف گیسٹ (مہمان خصوصی) ہیں، آپ کا بیان آخر میں ہوگا۔ تو فرمانے لگے: ''مولانا میں نے سنا ہے کہ آپ بغیر مطالعہ کے قرآن وحدیث پر تین تین گھنٹے تقریر کر لیتے ہیں، میں تو نہیں کر سکتا۔ نانا جان نے کہا: حضرت! آپ کا اور میرا بولنا ایسا ہی ہے جیسے بچہ سارا دن بولتا رہتا ہے کام کی بات کبھی منہ سے نکلے تو نکلے لیکن بڑا دن میں تین چار دفعہ بولتا ہے، لیکن بولتا کام ہی کا ہے۔'' فرمانے لگے: ''مولانا! آپ کے علم کا اندازہ میں نے آپ کی مثال سے لگا لیا ہے۔'' رحمهم الله رحمة واسعة.

مرسلہ: ث۔ ع، گلشن اقبال کراچی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقامِ بلند

حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ

اسلام محض چند اصول ونظریات اور علوم و افکار کا مجموعہ نہیں، بلکہ وہ اپنے جلو میں ایک نظامِ عمل لے کر چلتا ہے، وہ جہاں زندگی کے ہر شعبے میں اصول وقواعد پیش کرتا ہے وہاں ایک ایک جزئیہ کی عملی تشکیل بھی کرتا ہے، اس لئے یہ ضروری تھا کہ شریعت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الف الف صلوٰۃ وسلام) کی علمی وعملی دونوں پہلوؤں سے حفاظت کی جائے اور قیامت تک ایک ایسی جماعت کا سلسلہ قائم رہے جو شریعت مطہرہ کے علم وعمل کی حامل اور امین ہو۔ حق تعالیٰ نے دین محمدی کی دونوں طرح حفاظت فرمائی، علمی بھی اور عملی بھی۔

حفاظت کے ذرائع میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت سرفہرست ہے، ان حضرات نے براہ راست صاحب وحی صلی اللہ علیہ وسلم سے دین کو سمجھا، دین پر عمل کیا اور اپنے بعد آنے والی نسل تک دین کو من وعن پہنچایا، انھوں نے آپ کے زیر تربیت رہ کر اخلاق واعمال کو ٹھیک ٹھیک منشائے خداوندی کے مطابق درست کیا، سیرت وکردار کی پاکیزگی حاصل کی، تمام باطل نظریات سے کنارہ کش ہوکر عقائد حقہ اختیار کئے، رضائے الٰہی کے لئے اپنا سب کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر نچھاور کردیا، ان کے کسی طرز عمل میں ذرا خامی نظر آئی تو فوراً حق جل مجدہ نے اس کی اصلاح فرمائی، الغرض

حضرات صحابہ کرامؓ کی جماعت اس پوری کائنات میں وہ خوش قسمت جماعت ہے جن کی تعلیم وتربیت اور تصفیہ وتزکیہ کے لئے سرورکائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلم ومزکی اور استاد واتالیق مقرر کیا گیا۔ اس انعام خداوندی پر وہ جتنا شکر کریں کم ہے، جتنا فخر کریں بجا ہے۔

”لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلاً مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ آيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ۔“ (آل عمران:۱۶۴)

ترجمہ: ”بخدا بہت بڑا احسان فرمایا اللہ نے مومنین پر کہ بھیجا ان میں ایک عظیم الشان رسول ان ہی میں سے وہ پڑھتا ہے ان کے سامنے اس کی آیتیں اور پاک کرتا ہے، ان کو اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور گہری دانائی، بلاشبہ وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے۔“

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی علمی وعملی میراث اور آسمانی امانت چونکہ ان حضرات کے سپرد کی جارہی تھی، اس لئے ضروری تھا یہ حضرات آئندہ نسلوں کے لئے قابل اعتماد ہوں، چنانچہ قرآن وحدیث میں جابجا ان کے فضائل مناقب بیان کیے گئے، چنانچہ:

(۱) وحی خداوندی نے ان کی تعدیل فرمائی، ان کا تزکیہ کیا، ان کے اخلاق وللّٰہیت کی شہادت دی اور انہیں یہ رتبہ بلند ملا کہ ان کو رسالت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الف الف صلوٰۃ وسلام) کے عادل گواہوں کی حیثیت سے ساری دنیا کے سامنے پیش کیا۔

”مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ۔“ (الفتح:۲۹)

ترجمہ: ”محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اور جو ایماندار آپ کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت اور آپس میں شفیق ہیں، تم ان کو دیکھو گے رکوع، سجدے میں، وہ چاہتے ہیں صرف اللہ کا فضل اور اس کی رضامندی۔ ان کی علامت ہے، ان کے چہروں میں سجدے کا نشان۔“

گویا یہاں محمد رسول اللہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں) ایک دعویٰ ہے اور اس کے ثبوت میں حضرات صحابہ کرامؓ کی سیرت وکردار کو پیش کیا گیا ہے کہ جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت میں شک وشبہ ہو، اسے آپ کے ساتھیوں کی پاکیزہ زندگی کا ایک نظر مطالعہ کرنے کے بعد خود اپنے ضمیر سے یہ فیصلہ لینا چاہیے کہ جس کے رفقاء اتنے بلند سیرت اور پاکباز ہوں وہ خود صدق وراستی کے کتنے اونچے مقام پر فائز ہوں گے:

”کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا“

(۲) حضرات صحابہ کرامؓ کے ایمان کو ”معیارِ حق“ قرار دیتے ہوئے نہ صرف لوگوں کو اس کا نمونہ پیش کرنے کی دعوت دی گئی، بلکہ ان حضرات کے بارے میں لب کشائی کرنے والوں

پر نفاق وسفاہت کی دائمی مہر ثبت کردی گئی۔

”وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ آمِنُوْا کَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوْا اَنُؤْمِنُ کَمَا آمَنَ السُّفَھَاءُ اَلَا اِنَّھُمْ ھُمُ السُّفَھَاءُ وَلٰکِنْ لَّا یَعْلَمُوْنَ۔“ (البقرہ:۱۳)

ترجمہ: ”اور جب ان (منافقوں) سے کہا جائے: ”تم بھی ایسا ہی ایمان لاؤ جیسا دوسرے لوگ (صحابہ کرامؓ) ایمان لائے ہیں“ تو جواب میں کہتے ہیں ”کیا ہم ان بے وقوفوں جیسا ایمان لائیں“؟ سن رکھو! یہ خود ہی بے قوف ہیں مگر نہیں جانتے۔“

(۳) حضرات صحابہ کرامؓ کو بار بار ”رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ“ (اللہ ان سے راضی ہوا، وہ اللہ سے راضی ہوئے) کی بشارت دی گئی اور امت کے سامنے اسے اتنی شدت وکثرت سے دہرایا گیا کہ صحابہ کرامؓ کا یہ لقب امت کا تکیۂ کلام بن گیا کسی نبی کا اسم گرامی آپ ”علیہ السلام“ کے بغیر نہیں لے سکتے اور کسی صحابی رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام نامی رضی اللہ عنہ کے بغیر مسلمان کی زبان پر جاری نہیں ہوسکتا۔

ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف ظاہر کو دیکھ کر راضی نہیں ہوا، نہ صرف ان کے موجودہ کارناموں کو دیکھ کر ان سے رضامندی کا اظہار کردیا، بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے ظاہر وباطن اور حال ومستقبل کو دیکھ کر ان سے راضی ہوا ہے، یہ گویا اس بات کی ضمانت ہے کہ آخر دم تک ان سے رضائے الٰہی کے خلاف کچھ صادر نہیں ہوگا۔

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جس سے خدا راضی ہوجائے خدا کے بندوں کو بھی اس سے راضی ہوجانا چاہیے، کسی اور کے بارے میں تو ظن وتخمین ہی سے کہا جاسکتا ہے کہ خدا اس سے راضی ہے یا نہیں، مگر صحابہ کرامؓ کے بارے میں تو نص قطعی موجود ہے، اس کے باوجود اگر کوئی ان سے راضی نہیں ہوتا، بلکہ ان کو بہرصورت ”غلط کار“ ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے تو گویا اسے اللہ تعالیٰ سے اختلاف ہے۔

اور پھر صرف اتنی بات کو کافی نہیں سمجھا گیا کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا، بلکہ اسی کے ساتھ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ وہ اللہ سے راضی ہوئے، یہ ان حضرات کی عزت افزائی کی انتہا ہے۔

(۴) حضرات صحابہ کرامؓ کے مسلک کو ”معیاری راستہ“ قرار دیتے ہوئے، اس کی مخالفت کو براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کے ہم معنی قرار دیا گیا اور ان کی مخالفت کرنے والوں کو وعید سنائی گئی:

”وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الْھُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَھَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِیْرًا۔“ (النساء:۱۱۵)

ترجمہ: ”اور جو شخص مخالفت کرے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی، جب کہ اس کے سامنے ہدایت کھل چکی اور چلے مومنوں کی راہ چھوڑ کر، ہم اسے پھیر دیں گے جس طرف پھرتا ہے اور اسے داخل کریں گے جہنم میں اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے لوٹنے کی۔“

آیت میں ”المومنین“ کا اولین مصداق اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس جماعت ہے رضی اللہ عنہم، اس سے واضح ہوتا ہے کہ اتباع نبوی کی صحیح شکل صحابہ کرامؓ کی سیرت کو اسلام کے اعلیٰ معیار پر تسلیم کیا جائے۔

(۵) اور سب سے آخری بات یہ کہ انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سایۂ عاطفت میں آخرت کی ہر عزت سے سرفراز کرنے اور ہر ذلت ورسوائی سے محفوظ رکھنے کا اعلان فرمایا گیا۔

”یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰہُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا مَعَہٗ نُوْرُھُمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَبِاَیْمَانِھِمْ۔“ (التحریم:۸)

ترجمہ: ”جس دن رسوا نہیں کرے گا، اللہ تعالیٰ نبی کو اور جو مومن ہوئے آپ کے ساتھ، ان کا نور دوڑتا ہوگا ان کے آگے اور ان کے داہنے۔“

اس قسم کی بیسیوں نہیں سینکڑوں آیات میں صحابہ کرامؓ کے فضائل ومناقب مختلف عنوانات سے بیان فرمائے گئے ہیں اور اس سے یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ اگر دین کے سلسلۂ سند کی یہ پہلی کڑی اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ حضرات کی جماعت معاذ اللہ، ناقابل اعتماد ثابت ہو، ان کے اخلاق واعمال میں خرابی نکال لی جائے اور ان کے بارے میں یہ فرض کرلیا جائے کہ وہ دین کی علمی وعملی تدبیر نہیں کرسکے تو دین اسلام کا سارا ڈھانچہ ہل جاتا ہے اور خاکم بدہن۔ رسالت محمدیہ مجروح ہوجاتی ہے۔ دنیا کا ایک معروف قاعدہ ہے کہ اگر کسی خبر کو رد کرنا ہوتو اس کے راویوں کو جرح وقدح کا نشانہ بناؤ، ان کی سیرت وکردار کو ملوث کرو اور ان کی ثقاہت وعدالت کو مشکوک ثابت کرو۔

صحابہ کرامؓ چونکہ دین محمدی کے سب سے پہلے راوی ہیں، اس لئے چالاک فتنہ پردازوں نے جب دین اسلام کے خلاف سازش کی اور دین سے لوگوں کو بدظن کرنا چاہا تو اس کا سب سے پہلا ہدف صحابہ کرامؓ تھے، چنانچہ تمام فرق باطلہ اپنے نظریاتی اختلاف کے باوجود جماعت صحابہ کو ہدف تنقید

بنانے میں متفق نظر آتے ہیں، ان کی سیرت وکردار کو داغدار بنانے اور ان کی شخصیت کو نہایت گھناؤنے رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی، ان کے اخلاق و اعمال پر تنقیدیں کی گئیں، ان پر مال وجاہ کی حرص میں احکام خداوندی سے پہلوتہی کرنے کے الزامات دھرے گئے۔ ان پر خیانت، غصب اور کنبہ پروری اقربا نوازی کی تہمتیں لگائی گئیں اور غلو وانتہا پسندی کی حد ہے کہ جن پاکیزہ ہستیوں کے ایمان کو حق تعالیٰ نے ''معیار'' قرار دے کر ان جیسا ایمان لانے کی لوگوں کو دعوت تھی۔ آمنوا کما آمن الناس (البقرہ: ع۲) انہی کے ایمان وکفر کا مسئلہ زیر بحث لایا گیا اور تکفیر وتفسیق تک نوبت پہنچادی گئی جن جانبازوں نے دین اسلام کو اپنے خون سے سیراب کیا تھا۔ انہی کے بارے میں چیخ چیخ کر کہا جانے لگا کہ وہ اسلام کے اعلیٰ معیار پر قائم نہیں رہے تھے، حالانکہ ان مردانِ خدا کے صدق وامانت کی خداتعالیٰ نے گواہی دی تھی۔

''رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُم مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُم مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيلاً۔'' (الاحزاب:۲۳)

ترجمہ: ''یہ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچ کردکھایا جو عہد انھوں نے اللہ سے باندھا، بعض نے تو جان عزیز تک اسی راستہ میں دے دی اور بعض (بے چینی سے) اس کے منتظر ہیں اور ان کے عزم واستقلال میں ذرا تبدیلی نہیں ہوئی۔''

انہی کے حق میں بتایا جانے لگا کہ وہ صدق وامانت سے موصوف تھے، اخلاص وایمان کی دولت انھیں نصیب تھی، جن مخلصوں نے اپنے بیوی بچوں کو، اپنے گھربار کو، اپنے عزیز واقارب کو، اپنے دوست احباب کو، اپنی ہر لذت وآسائش کو، اپنے جذبات وخواہشات کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کردیا تھا، انہی کو یہ طعنہ دیا گیا کہ وہ محض حرص وہوا کے غلام تھے اور اپنے مفاد کے مقابلے میں خدا ورسول کے احکام کی انھیں کوئی پروا نہیں تھی۔ لقد جئتم شیئًا اِدًّا۔

ظاہر ہے کہ اگر امت کا معدہ ان بے ہودہ نظریات کی مردہ مکھی کو قبول کرلیتا اور ایک بار بھی صحابہ کرامؓ امت کی عدالت میں مجروح قرار پاتے تو دین کی پوری عمارت گرجاتی قرآن کریم اور احادیث نبویہ سے ایمان اٹھ جاتا اور یہ دین جو قیامت تک رہنے کے لئے آیا تھا ایک قدم آگے نہ چل سکتا، مگر یہ سارے فتنے جو بعد میں پیدا ہونے والے تھے۔ علم الٰہی سے اوجھل نہیں تھے، اس لئے اس کا اعلان تھا۔

''وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ۔'' (آیت:۸)

ترجمہ: ''اور اللہ اپنا نور پورا کرکے رہےگا، خواہ کافروں کو یہ ناگوار ہو۔''

یہی وجہ ہے کہ حق تعالیٰ نے بار بار مختلف پہلوؤں سے صحابہ کا تزکیہ فرمایا۔ ان کی توثیق وتعدیل فرمائی اور قیامت تک کے لئے یہ اعلان فرما دیا:

''اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُم بِرُوْحٍ مِّنْهُ۔'' (المجادلہ:۲۲)

ترجمہ: ''یہی وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ان کے دل میں ایمان اور مدد دی ان کو اپنی خاص رحمت سے۔''

ادھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرامؓ کے بے شمار فضائل بیان فرمائے بالخصوص خلفائے راشدین، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان ذی النورین، حضرت علی مرتضیٰ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے فضائل کی تو انتہا کردی، جس کثرت وشدت اور تواتر وتسلسل کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کے فضائل ومناقب ان کے مزایا (خصوصیت) اور ان کے اندرونی اوصاف وکمالات کو بیان فرمایا اس سے واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے علم میں یہ بات لانا چاہتے تھے کہ انہیں عام افراد امت پر قیاس کرنے کی غلطی نہ کی جائے، ان حضرات کا تعلق چونکہ براہ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے ہے، اس لئے ان کی محبت عین محبت رسول ہے اور ان کے حق میں ادنیٰ لب کشائی ناقابل معافی جرم فرمایا:

''اللّٰہ اللّٰہ فی اصحابی، اللّٰہ اللّٰہ فی اصحابی لا تتخذوھم غرضًا من بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم ومن اذاھم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللّٰہ ومن اذی اللّٰہ فیوشک ان یاخذہ۔''

ترجمہ: ''اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو میرے صحابہ کے معاملہ میں مکرر کہتا ہوں اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے صحابہؓ کے معاملہ میں، ان کو میرے بعد ہدف تنقید نہ بنانا، کیونکہ جس نے ان سے محبت کی تو میری محبت کی بنا پر اور جس نے ان سے بغض رکھا تو مجھ سے بغض رکھنے کی بنا پر جس نے ان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے پکڑ لے۔''

امت کو اس بات سے بھی آگاہ فرمایا گیا کہ تم میں سے اعلیٰ سے اعلیٰ فرد کی بڑی سے بڑی نیکی ادنیٰ صحابی کی چھوٹی سے چھوٹی نیکی کا مقابلہ نہیں کرسکتی، اس لئے ان پر زبانِ تشنیع دراز کرنے کا حق امت کے کسی فرد کو حاصل نہیں، ارشاد ہے:

”لا تَسُبُّوا اصحابی فلو انَّ احدکم انفق مثلَ اُحُدٍ ذَهَبًا ما بَلَغَ مُدَّ احدِهِم ولا نَصِيفَه۔“ (بخاری، مسلم)

ترجمہ: ”میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہو، کیونکہ تمہارا وزن ان کے مقابلہ میں اتنا بھی نہیں جتنا پہاڑ کے مقابلہ میں ایک تنکے کا ہوسکتا ہے، چنانچہ تم میں سے ایک شخص اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی خرچ کردے تو ان کے ایک سیر جو کو نہیں پہنچ سکتا اور نہ اس کے عشر عشیر کو۔“

مقامِ صحابہ کی نزاکت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتی ہے کہ امت کو اس بات کا پابند کیا گیا کہ ان کی عیب جوئی کرنے والوں کو نہ صرف ملعون و مردود سمجھیں، بلکہ بر ملا اس کا اظہار کریں، فرمایا۔

”اذا رأیتم الذین یسُبُّونَ اصحابی فقولوا لعنُ اللّٰه علی شَرِّکم۔“ (رواہ الترمذی)

ترجمہ: ”جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا بھلا کہتے اور انہیں ہدف تنقید بناتے ہیں تو ان سے کہو تم میں سے (یعنی صحابہ اور ناقدین صحابہ میں سے) جو برا ہے اس پر اللہ کی لعنت ہو (ظاہر ہے کہ صحابہ کو برا بھلا کہنے والا ہی بدتر ہوگا)۔“

یہاں تمام احادیث کا استیعاب مقصود نہیں، بلکہ کہنا یہ ہے کہ ان قرآنی و نبوی شہادتوں کے بعد بھی اگر کوئی شخص حضرات صحابہ کرامؓ میں عیب نکالنے کی کوشش کرے تو اس بات سے قطع نظر کہ اس کا یہ طرز عمل قرآن کریم کے نصوص قطعیہ اور ارشادات نبوت کے انکار کے مترادف ہے، یہ لازم آئے گا کہ حق تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو فرائض بحیثیت منصب نبوت کے عائد کیے تھے اور جن میں اعلیٰ ترین منصب تزکیہ نفوس کا تھا، گویا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فرض منصبی کی بجا آوری سے قاصر رہے اور صحابہ کرامؓ کا تزکیہ نہ کرسکے اور یہ قرآن کریم کی صریح تکذیب ہے۔ حق تعالیٰ تو ان کے تزکیہ کی تعریف فرمائے اور ہم انہیں مجروح کرنے میں مصروف رہیں اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے تزکیہ سے قاصر رہے تو گویا حق تعالیٰ نے آپ کا انتخاب صحیح نہیں فرمایا تھا۔ بات کہاں سے کہاں تک پہنچ جاتی ہے اور جب اللہ تعالیٰ کے انتخاب میں قصور نکلا تو اللہ تعالیٰ کا علم غلط ہوا۔ (نعوذ باللّٰه مِنَ الغَوايَةِ والسَّفَاهَة) چنانچہ اہل ہوا کی بڑی جماعت کا دعویٰ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ”بدا“ ہے یعنی اسے بہت سی چیزیں جو پہلے معلوم نہیں تھیں بعد میں معلوم ہوتی ہیں اور اس کا پہلا علم غلط ہوجاتا ہے جن لوگوں کا اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ تصور ہو رسول اور نبی اور ان کے بعد صحابہ کرامؓ کا ان کے نزدیک کیا درجہ رہے گا؟

الغرض صحابہ کرامؓ پر تنقید کرنے، ان کی غلطیوں کو اچھالنے اور انہیں مورد الزام بنانے کا قصہ صرف ان ہی تک محدود نہیں رہتا، بلکہ خدا اور رسول، کتاب وسنت اور پورا دین اس کی لپیٹ میں آجاتا ہے اور دین کی ساری عمارت منہدم ہوجاتی ہے۔ بعید نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد میں جو اوپر نقل کیا گیا ہے اسی بات کی طرف اشارہ فرمایا ہو:

”من اذاهم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللّٰه ومن اذی اللّٰه فیوشک ان یاخذه۔“

ترجمہ: ”جس نے ان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ اسے پکڑ لے۔“

اور یہی وجہ ہے کہ تمام فرق باطلہ کے مقابلہ میں اہل حق کا امتیازی نشان صحابہ کرامؓ کی عظمت و محبت رہا ہے۔ تمام اہل حق نے اپنے عقائد میں اس بات کو اجماعی طور پر شامل کیا ہے کہ:

”ونکف عن ذکرِ الصحابه الا بخیرٍ“

اور ہم صحابہ کرامؓ کا ذکر بھلائی کے سوا کسی اور طرح کرنے سے زبان بند رکھیں گے۔

گویا اہل حق اور اہل باطل کے درمیان امتیاز کا معیار صحابہ کرامؓ کا ”ذکر بالخیر“ ہے جو شخص ان حضرات کی غلطیاں چھانٹتا ہو ان کو مورد الزام قرار دیتا ہو اور ان پر سنگین اتہامات کی فرد جرم عائد کرتا ہو وہ اہل حق میں شامل نہیں ہے۔ اہل حق کی شان تو یہ ہے کہ اگر ان کے قلم وزبان سے کوئی نامناسب لفظ نکل جائے تو تنبیہ کے بعد فوراً حق کی طرف پلٹ آئیں۔ حق تعالیٰ جل ذکرہ ہمیں اور ہمارے تمام مسلمان بھائیوں کو ہر زیغ وضلال سے محفوظ فرمائے اور اتباع حق کی توفیق بخشے۔

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنک رحمة انک انت الوهاب وصلی اللّٰه تعالیٰ علی خیر خلقه محمدٍ وعلی اله واصحابه واتباعه اجمعین۔ آمین۔ ☆☆☆

اسلام میں کردار سازی کی اہمیت وضرورت!

مولانا اسرار الحق قاسمی

گزشتہ دو تین صدیوں سے عالمی پیمانے پر اسلام اور مسلمانوں کی شبیہ کو مسخ کرنے کی جو مہم چل رہی ہے، اس میں روز بروز تیزی ہی آتی جارہی ہے۔ پہلے ایک جھوٹ یہ پھیلایا گیا کہ اسلام ایک انتہاپسند مذہب ہے اور اسے ماننے والے سارے کے سارے مسلمان انتہاپسند ہیں، دہشت گردی کا ہوا کھڑا کیا گیا اور اس میں بھی مسلمانوں کو ہی ملوث کیا گیا۔ رفتہ رفتہ ایسا ماحول بن گیا کہ دنیا بھر میں جہاں کہیں کوئی قتل و غارت گری کا واقعہ رونما ہو لوگوں کا ذہن فوراً کسی مسلمان کی طرف جاتا ہے اور عام طور پر نام نہاد تحقیقات کے نتائج بھی ایسے ہی ہوتے ہیں۔ پھر اس دہشت گردی کو خود مسلمان ملکوں پر تھوپ دیا گیا، چنانچہ اس وقت ہم دیکھ رہے ہیں کہ محض گزشتہ دس سال کے اندر خلیج کا نقشہ کچھ سے کچھ ہوگیا ہے، افریقی عربی ملک تہ و بالا ہو چکے ہیں، اربوں کا مالی اور کھربوں کا جانی نقصان ہو چکا ہے اور عام انسانی زندگی ہر لمحہ خطرات سے دوچار ہے، حالاں کہ انتہاپسندی یا دہشت گردی کا مسلمانوں پر الزام خالص جھوٹ اور عالمی استعمار کی سازشوں کا حصہ تھا، مگر اسے اتنی بار دہرایا گیا کہ ساری دنیا نے اس بات کو حقیقت کی طرح مان لیا، جب کہ اس وقت خود مسلمان اس دہشت گردی کے سب سے زیادہ شکار ہیں۔

دوسری طرف دنیا میں ایک بڑا طبقہ ایسا بھی پایا جاتا ہے، جو مسلمانوں کو اخلاقی طور پر پسماندہ سمجھتا ہے۔ گویا ان کی نظر میں مسلمان بداخلاق ہیں، وہ لوگوں کے ساتھ صحیح برتاؤ نہیں کرتے، وہ جھوٹ بولتے ہیں، وعدہ خلافی کرتے ہیں، آپس میں لڑتے ہیں اور وہ جرائم میں پیش پیش رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کے بارے میں متعدد سوسائٹیوں میں یہ رائے بھی پائی جاتی ہے کہ وہ صفائی ستھرائی کا خیال نہیں رکھتے اور گندے رہتے ہیں، ان کی بستیوں میں غلاظت پائی جاتی ہے۔ مسلمانوں کے مسلکی تنازعات اور باہمی اختلافات کو بھی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہوئے بہت سے لوگ یہ رائے قائم کرتے ہیں کہ مسلمان اپنی جہالت اور غیر مہذب ہونے کی وجہ سے باہم دست و گریباں رہتے ہیں اور ان کا معاشرہ آپسی جھگڑوں اور خانہ جنگیوں سے عبارت ہے۔ اس طرح کی باتیں بنا کر مسلمانوں کی شبیہ کو منفی انداز میں پیش کرنے کا عمل برابر جاری ہے، جس کا نقصان مسلمانوں کو ہر سطح پر اٹھانا پڑ رہا ہے اور اگر یہ سلسلہ یوں ہی جاری رہا تو انھیں مزید مسائل کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

یہاں دو باتیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ تمام الزامات جو مسلمانوں کے خلاف لگائے جارہے ہیں، صد فی صد درست نہیں، بلکہ بعض الزامات تو محض مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ ہیں۔ جیسے کہ مسلمانوں کے خلاف دہشت گردی کا الزام، کیونکہ مسلمان جس دین کی پیروی کرتے ہیں، وہ امن کا داعی ہے اور نہ صرف امن وامان کی تعلیم دیتا ہے، بلکہ امن کے قیام کے لئے ایک جامع و موثر نظام بھی پیش کرتا ہے۔ اسلام کا امن پر مبنی یہ نظام اس قدر مستحکم اور موثر ہے کہ اگر اس کو آج کی دنیا میں جب کہ ہر طرف خوف و ہراس اور بدامنی پائی جاتی ہے، نافذ کردیا جائے تو پوری دنیا میں امن کی ہوائیں چلنے لگیں گی۔ ظاہری بات ہے کہ جو دین خود امن کا علمبردار اور دہشت گردی کا مخالف ہو، اس کے ماننے والے کیسے دہشت گرد ہوسکتے ہیں؟ اس تناظر میں مسلمانوں کو بحیثیت قوم دہشت گرد کہنا کھلی بددیانتی اور زیادتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہ اقوام وملل جو تمام مسلمانوں پر بداخلاقی، تاریک خیالی، بدعنوانی، جرائم اور انسانی قدروں کی پامالی کا الزام لگاتی ہیں وہ خود اپنا محاسبہ کریں کہ وہ جرائم میں ملوث ہیں یا نہیں، بدعنوانی، چوری، ڈکیتی، قتل و غارت گری، کذب گوئی، بداخلاقی اور انسانیت کی پامالی ان میں پائی جاتی ہے یا نہیں؟ جس بڑے پیمانہ پر آج خود کو مہذب کہنے والی قومیں بدعنوانی کی مرتکب ثابت ہیں اور انسانیت کا گلا گھونٹ رہی ہیں، انھوں نے دنیا کو نت نئے مسائل سے دوچار

کردیا ہے اور تباہی کے دہانے پر کھڑا کردیا ہے۔

ان اقوام کو چاہئے کہ وہ بے حیائی، فحاشی، زناکاری، ناانصافی، فریب دہی اور اپنے مفاد کے لئے دنیا پر اپنی اجارہ داری قائم کرنے سے باز آئیں تاکہ دنیا تباہی سے بچ سکے۔

البتہ ہمیں اس حقیقت کو ایک حد تک تسلیم کرنا پڑے گا کہ مسلم معاشرے میں اخلاقی اعتبار سے بہت سی خامیاں پائی جاتی ہیں۔ بحیثیت مذہب کے اسلام نے تو پوری انسانی زندگی کا ایک نظام ہمیں دیا ہے، مگر اس نظام پر عمل کتنا کیا جارہا ہے، یہ قابل غور ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ سچ بولو، وعدہ پورا کرو، عہد شکنی نہ کرو، باہم مت جھگڑو، بھائی بھائی بن کر رہو، کسی کا دل مت دکھاؤ، جو لوگ ضرورت مند ہیں ان کی ضرورتوں کو پورا کرو، انصاف قائم کرو، کسی پر زیادتی مت کرو، حقوق کو پورا کرو، عورتوں کے حقوق کو بھی، پڑوسیوں کے حقوق کو بھی، محلہ والوں کے حقوق کو بھی، مسلمانوں کے حقوق کو بھی اور غیر مسلموں کے حقوق کو بھی۔ کسی کا قتل مت کرو، چوری نہ کرو، زنا کے قریب بھی مت جاؤ، بے حیائی سے دور بھاگو، حلال رزق کھاؤ، اخوت ومساوات کا مظاہرہ کرو، اپنے بچوں کی اچھی طرح تربیت کرو، امانت ودیانت داری کو اور ظاہری وباطنی صفائی کو اپنا شعار بناؤ، دنیا اور آخرت دونوں جہان میں کامیاب ہونے کی فکر ودعا کرو، مگر آج ایسے مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد ہے، بلکہ ایسے ہی لوگ زیادہ ہیں جن کی زندگیوں میں اسلام نظر نہیں آتا، بہت سے لوگ ہمیں ایسے دکھائی دیتے ہیں، جو بدعنوانی اور جرائم میں بھی ملوث ہیں، بہت سے ایسے بھی دکھائی دیتے ہیں کہ جن کے اخلاق بہترین نہیں، ایسے افراد کی بھی کمی نہیں جو کذب گوئی، وعدہ خلافی اور عہد شکنی میں آگے آگے رہتے ہیں، ناانصافی، عدم مساوات، اونچ نیچ کا فرق، باہمی تنازعات اور بدکرداری بھی ہمیں مسلمانوں میں خوب نظر آتی ہے اور مسلم معاشرہ میں بعض ایسی چیزیں صاف دکھائی دیتی ہیں جو اسلام کے منافی ہیں اور انسانیت کے بھی۔ بھلے ہی یہ ساری باتیں دیکھنے میں کتنی ہی چھوٹی نظر آئیں، مگر وہ حقیقت کے اعتبار سے کافی بڑی ہیں اور اسلام ومسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ کا سامان فراہم کررہی ہیں، اس لئے ضروری ہے کہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم اپنی عملی زندگی میں اسلامی تعلیمات کو نافذ کریں اور اپنے انفرادی واجتماعی کردار کو بہتر وبلند کرنے کے لئے ان تمام اصولوں پر عمل کریں، جن کی طرف قرآن وسنت میں ہدایت کی گئی ہے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ قرن اول میں حیرت انگیز تیزی کے ساتھ اسلام کے دنیا کے ایک بڑے حصے میں پھیلنے کی ایک بڑی وجہ اس زمانے کے مسلمانوں کا پختہ اور مثالی کردار واخلاق بھی تھا، بڑے سے بڑا دشمن ان کے کردار کو دیکھ کر دوست بن جاتا تھا اور کٹر مشرک اور کافر بھی کلمہ پڑھ کر دامن اسلام سے وابستہ ہوجاتا تھا۔ افسوس کہ آج ہمارے اخلاق وکردار کو دیکھ کر دوسرے مذہب کے لوگ متاثر ہونے کے بجائے بدظن ہوتے ہیں اور وہ ہماری بدعملیوں کا رشتہ سیدھے اسلام سے جوڑتے ہیں، حالاں کہ اسلام کی تعلیمات تو آج بھی اپنی جگہ مبنی برصداقت ہیں اور ان کی بنیاد خالص خدائے تعالیٰ کی وحی اور انسانیت کے عالمگیر جذبے پر قائم ہے، بس ضرورت یہ ہے کہ جس طرح قرن اول کے مسلمانوں نے انہیں اپنا کر دین کی سربلندی ومقبولیت کا پرچم لہرایا تھا اسی طرح اگر آج کے مسلمان بھی ان تعلیمات کو اپنی زندگیوں میں اتارلیں تو نہ صرف یہ کہ اسلام کے تئیں لوگوں کی بدگمانی دور ہوجائے گی، بلکہ وہی لوگ اسلام کے قریب آنا چاہیں گے، جو آج اس سے وحشت زدہ ہیں۔ ☆☆

بیاد خادم العلماء والصلحاء الحاج مستقیم احمد پراچہ مرحوم

خصوصی بیان

استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی عبدالباقی اخونزادہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ

فاضل وتخصص جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن، رئیس جامعہ اسلامیہ رضیہ للبنات

15 جنوری 2019 بروز منگل بعد نماز عشاء

اصلاحی بیان

حضرت مولانا مفتی غلام مصطفیٰ صاحب مدظلہ

امام وخطیب جامع مسجد عزیز جنگ پریس

استاذ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن

19 جنوری 2019 بروز ہفتہ بعد نماز عشاء

بمقام دھنی جامع مسجد پاکستان چوک، کراچی

نوٹ: مستورات کیلئے بیان سننے کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے

ہر ہفتے اور منگل کو بعد نماز عشاء مقتدر اکابر علماء کرام ومشائخ قرآن وحدیث کی روشنی میں خصوصی بیان فرماتے ہیں

شعبہ نشرواشاعت درس کمیٹی دھنی جامع مسجد پاکستان چوک 0300-2276606 0321-8730063

شاہراہِ انسانیت کے روشن مینار!

مفتی محمد نعیم، مہتمم جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی

گزشتہ سے پیوستہ

انیسواں روشن مینار یہ ہے کہ:

’’تمام مخلوق اللہ کا کنبہ (خاندان) ہے یعنی ان سب کی روزی اللہ نے اپنے فضل سے اپنے ذمہ لے رکھی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کو ساری مخلوق میں وہ بندے پسند ہیں اور ان سے محبت ہے جو اس کے کنبے (ساری مخلوق پر احسان کرنے والے ہوں۔‘‘

(کنزالعمال، ج:۶، ص:۱۶۴)

کیا اب بھی کوئی اللہ کا بندہ اللہ کی محبت سے اپنے آپ کو نکال لینا گوارا کرے گا؟ باغیوں اور پیشہ ور مجرموں کو بطور خاص اس پر غور کرنا چاہئے۔

بیسواں روشن مینار یہ ہے کہ:

’’جس نے میرے کسی امتی کی کوئی جائز ضرورت پوری کردی (یا ضرورت کے پورا ہونے میں حصہ ڈالا) تاکہ اس ضرورت مند کا دل خوش ہوجائے (یعنی وہ بے فکر اور مطمئن ہوجائے) تو اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا، اس نے میرے اللہ کو خوش کیا، جس نے اللہ کو خوش کیا اللہ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔‘‘

(شعب الایمان، للبیہقی، ج:۶، ص:۱۱۵)

اس ارشاد مبارک کے بعد مومن محبت کرے گا یا نفرت کرے گا؟ حاجت پوری کرنے میں مدد کرے گا یا ناحق مال چھیننے میں مصروف رہے گا؟ باہمی تعلقات بڑھائے گا یا ناحق قتل کرتا، کراتا پھرے گا؟ ٹارگٹ کلر قتل کرنے، کرانے والے اپنی آخری منزل کے انتخاب کے حوالے سے اچھی طرح اس ارشاد مبارک کی روشنی میں سوچ سمجھ لیں۔

جس مذہب کو ایسے پُرنور آداب معاشرت کے میناروں سے آراستہ کیا گیا ہو وہ کیوں نہ اپنے ماننے والوں کو یہ حکم دے کہ تم سب مل کر اللہ کی رسی (ان آداب و احکامات کے مجموعہ یعنی دین اسلام) کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ بازی نہ کرو اور وہ امت جو اجتماعی طور پر اس پر ہر حال میں عمل پیرا ہے (عمل پر استقامت کے ساتھ جمی رہے) تو نہ ان میں از خود کوئی پھوٹ پڑ سکتی ہے نہ ہی کوئی ان میں پھوٹ ڈالنے میں کامیاب ہوسکتا ہے اور اگر یہ امت من حیث المجموع اس حکم، ان آداب کو پس پشت ڈال دے تو کسی کو فکر مند ہونے کی بھی ضرورت نہیں ہے اپنی تباہی، ہلاکت اور بربادی کے لئے یہ خود اکیلی ہی کافی ہے۔ (اس لئے کہ اس امت کے ساتھ تمام وعدے عقائد و اعمال صالحہ پر ہی موقوف ہیں)۔

ولاتفرقوا کے اس حکم کی روشنی میں اور دنیا اور اس میں بسنے والے انسانوں کے فطری، طبعی، جبلتی اختلافات کو باقی رہنے دیتے ہوئے مذکورہ بالا آداب معاشرت بغیر دقت کے اپنائے جاسکتے ہیں اور آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا مصداق بنایا جاسکتا ہے جس میں پوری امت مسلمہ کو جسد واحد (ایک جسم) سے تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا گیا کہ جسم کے کسی حصے میں درد ہو تو پورا جسم اس درد کو محسوس کرتا ہے۔ (بخاری شریف، ج:۲، ص:۸۸۹) سر میں درد ہو تو پورا جسم نہ صرف اس درد کو محسوس کرتا ہے بلکہ اس کو دور کرنے میں جسم کا ہر ہر عضو اپنا اپنا حصہ ڈالنے میں لگ جاتا ہے، ٹانگیں چل کر معالج کے پاس جاتی ہیں، زبان اس درد کی نوعیت اور جگہ بتلاتی ہے، آنکھیں اپنے قیمتی آنسو بہاتی ہیں، منہ معالج کی دی ہوئی دوائی استعمال کرتا ہے، ہاتھ سر دبانے یا تیل کی مالش میں لگ جاتے ہیں، حالانکہ سب کی ساخت اور فرائض مختلف ہیں پھر بھی ان اختلافات کو برقرار رکھتے ہوئے ایک دوسرے کے ساتھ جڑے رہتے ہیں اور ایک دوسرے کے کام آتے رہتے ہیں، لاتعلق نہیں ہوجاتے نہ ہی ایک دوسرے کی مخالفت کرتے ہیں، ایسا اس وقت تک ہوتا ہے جب تک کہ ان میں روح (جان) ہوتی ہے۔ اسی طرح امت مسلمہ ایک جسم کی طرح ہے اور اس جسم کی روح اسلام ہے، اس روح کی موجودگی میں امت کا ہر ہر طبقہ اپنے اپنے اختلافات کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ جڑ سکتا ہے اور تفرقہ بازی سے بچ سکتا ہے، ان کے

اتحاد کا رعب دشمن پر غالب رہ سکتا ہے۔

امت مسلمہ کے فقہی اختلافات رکھنے والی جماعتیں اپنی اپنی شناخت اور اختلافات کی موجودگی میں بھی امت کی یکجہتی کی علامت بن سکتی ہیں، اگر ان فقہی اختلافات اور تفرقہ بازی کی نوعیتوں کا تعین کرلیا جائے، فقہی اختلاف احکاماتِ اسلام پر عمل کرنے کے طریقوں کے اعتبار سے ہے خود احکامات اسلام کو بدلنے کے اعتبار سے نہیں ہے، لہٰذا عقائد میں کہیں باہمی اختلاف نہیں ملے گا۔ عمل کی صورت میں راہیں ضرور جدا جدا ہیں، منزل (اللہ تعالیٰ سے تعلق اور اخروی کامیابی) ایک ہی ہے، اس منزل تک پہنچنے کی شاہراہیں کئی ہیں جو مختلف سمتوں سے منزل تک پہنچاتی ہیں۔ ان شاہراہوں کو مختلف محققین نے دریافت کیا، اپنایا اور روشناس کرایا۔ راہ کے ہر نشیب و فراز (اونچ نیچ، اتار چڑھاؤ) آب و ہوا، طعام و آرام کی جگہوں کی خوب خوب تحقیق کی اور اپنے تجربے سے مفید اور غیر مفید کو پہچانا اور اس کے استعمال یا عدم استعمال کی ان شاہراہوں پر چلنے والوں کو رائے دی۔ یہ عین ممکن ہے بعض چیزیں کسی شاہراہ پر چلنے والے کے لئے آب و ہوا کی عدم موافقت کی وجہ سے نقصاندہ ہوں اور اس شاہراہ کے محققین نے ان چیزوں کے استعمال سے منع کیا ہو، لیکن منزل پر پہنچانے والی کسی دوسرے شاہراہ پر چلنے والوں کے لئے موافق آب و ہوا کی وجہ سے نقصان سے خالی ہوں اور اس شاہراہ کے محققین نے اس شاہراہ پر ان چیزوں کے استعمال سے نہ روکا ہو۔ اگر مادی زندگی میں یہ مثال قابل فہم اور لائق عمل ہے تو روحانی زندگی میں فقہی مسالک کے اختلاف کو اسی مثال پر محمول منطبق (قیاس اور برابر) سمجھا جائے۔ چونکہ یہ راستے منزل تک پہنچاتے ہیں اور منزل پر پہنچنے کی خواہش رکھنے والے ان میں سے کسی راہ کا اپنے لئے انتخاب کرتے ہیں تو اس میں جدائی کا، تفرقہ بازی کا کوئی عنصر سرے سے پایا ہی نہیں جاتا۔ کیا معاشی میدان میں جہاں سب کا بنیادی مقصد آمدنی ہوتا ہے مختلف صورتیں اختیار نہیں کی جاتیں؟ تجارت، صنعت، دست کاری، کھیتی باڑی، مزدوری وغیرہ اس کی مختلف صورتیں ہیں جنہیں مختلف لوگ اپناتے ہیں اس سے تو معاشی یکجہتی میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اسی طرح دوسرے شعبوں میں بھی بغیر کسی اعتراض کے اس اختلاف کو قبول کیا جاتا ہے اور مقصد کے حصول میں کوئی دقت بھی پیش نہیں آتی۔ لہٰذا اس فقہی اختلاف کو برقرار رہنے دیتے ہوئے ان میں سے کسی ایک طریقے کا پابند رہا جائے اور دوسرے طریقوں کو بھی غلط نہ سمجھا جائے، اس لئے کہ وہ بھی منزل ہی کی طرف رواں دواں (تیزی سے چلنے والے) ہیں۔ ان مسلکوں سے اتحاد و یکجہتی پر کوئی زد (چوٹ) نہیں پڑتی نہ "ولا تفرقوا" کے حکم کی خلاف ورزی ہوتی ہے، اس لئے کہ تفرقہ اس نااتفاقی کو کہتے ہیں جو جدائی ڈال دے۔ حسن اتفاق سے یہ نااتفاقی عمل کی ایک سے زیادہ کشادہ شاہراہیں کھول دیتی ہے جو کہ رحمت ہے: "اختلاف امتی رحمة" (کنز العمال، ج:۱۰، ص:۵۹) بعض مسائل میں بعض مسلک میں عمل کرنے والوں کو احتیاط کا پہلو دکھائی دے گا اور بعض مسائل میں بعض مسلک میں عمل کرنے والوں کے لئے آسانی کا پہلو نظر آئے گا۔

اختلافات کے حوالے سے بات کرتے ہوئے تفرقہ بازی کے عنوان سے ایک حدیث مبارکہ کا تذکرہ بھی ضروری ہو جاتا ہے، جس میں یہ کہا گیا ہے کہ میری امت کے تہتر (۷۳) فرقے ہو جائیں گے۔ ان میں سے صرف ایک فرقہ نجات حاصل کرے گا باقی جہنم میں جائیں گے وہ ایک فرقہ جو نجات حاصل کرلے گا وہ کون سا فرقہ ہوگا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس سوال کے جواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جن جن باتوں (عقائد) پر میں اور میرے صحابہ کرامؓ ہیں وہ بھی ان پر ہوں گے۔ (ترمذی شریف، ج:۲، ص:۵۴۹) اس حدیث مبارکہ کی تشریح میں جو

بیاد: خادم العلماء و صلحاء الحاج مستقیم احمد پراچہ نوراللہ مرقدہ

13ویں سالانہ عالمی محفل حسنِ قراءۃ و آل کراچی تحفظ ختم نبوت کانفرنس

عالمی شہرت یافتہ پوزیشن ہولڈر مختلف ممالک تنزانیہ، انڈونیشیا اور پاکستان

کے قراء و نعت خواں حضرات اور متقدر اکابر علماء کرام شرکت فرما رہے ہیں

پروگرام ان شاء اللہ: **2** مارچ 2019ء بروز ہفتہ بعد نماز عشاء

بمقام: دکھنی جامع مسجد، پاکستان چوک، کراچی

احباب سے شرکت کی درخواست ہے

زیر اہتمام: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ پاکستان چوک کراچی و دکھنی جامع مسجد درس کمیٹی

سیل: 0321-8730063, 0300-2276606

باتیں سمجھ میں آتی ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

۱:... یہ حدیث مبارکہ عقائد کے حوالے سے ہے، اعمال ادا کرنے کے مروجہ طریقوں کے اعتبار سے نہیں ہے۔

۲:... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے عقائد اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اختیار کردہ نظریات ہی حق ہیں، جو ان کے مطابق عقائد رکھے گا نجات پاسکے گا۔

۳:... جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقائد کے خلاف عقائد رکھتا ہو وہ ایک علیحدہ فرقہ بن جاتا ہے۔

۴:... نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد خصوصاً سیدنا امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عہد خلافت میں یہ علیحدہ فرقے منظر عام پر آنے شروع ہوگئے تھے جن کی تعداد بڑھتے بڑھتے بہتر (۷۲) تک پہنچ گئی تھی جنہیں محققین نے شمار کرکے بھی بتلایا ہے۔ (تفصیلات عمدۃ الفقہ، جلد اول میں دیکھی جاسکتی ہیں)

۵:... وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بحیثیت منظم ومربوط فرقوں کے یہ اپنا وجود برقرار تو نہ رکھ سکے، البتہ انفرادی طور پر ان کے پیدا کردہ نظریات کے حامل افراد ہر دور کی طرح آج بھی پائے جاتے ہیں لیکن باقاعدہ طور پر فرقوں کی حیثیت سے آج انہیں مسلمانوں کے درمیان عوامی پذیرائی نصیب نہیں ہے۔

۶:... ان کے ایمان کے متعلق کوئی حتمی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا، اس لئے کہ بعض عقائد وہ اپنے خیال کے مطابق ضرور رکھتے ہیں لیکن بہت سارے ان کے نظریات اسلام کے مطابق ہی ہیں۔

۷:... آخرت کے اعتبار سے ان کے متعلق جو جہنمی ہونے کا ارشاد مبارک ہے، اس حوالے سے صرف اتنا کہا جاسکتا ہے کہ عنداللہ اگر وہ اپنے ان جزئی عقائد کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتے ہیں، بغیر توبہ کے انہی نظریات پر ان کا انتقال بھی ہوجاتا ہے تو وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہیں گے لیکن اگر وہ اپنے نظریات کی بنا پر دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوجاتے صرف ایک علیحدہ فرقہ ہی رہتے ہیں تو بطور سزا کچھ عرصے کے لئے جہنم میں رہیں گے۔

۸:... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے عقائد اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اختیار کردہ نظریات کے مطابق ہی آج کے مسلمان کو بغیر کسی شک وشبہ کے پورے اطمینان ویقین کے ساتھ موت تک جمے رہنا چاہئے تاکہ ہم سب کا شمار نجات حاصل کرنے والوں میں ہوجائے۔

الحمدللہ! اہل سنت والجماعت کا پورا طریقہ انہی عقائد ونظریات کا حامل رہا ہے اور تاقیامت ان شاء اللہ! رہے گا۔ ☆☆

بقیہ:......اداریہ

پاکستان میں سرکاری طور پر جب اس محکمہ کا قیام عمل میں لایا گیا تو اس کا نام ”خاندانی منصوبہ بندی ڈویژن“ رکھا گیا۔ اس کا نوٹس لیتے ہوئے خاندانی منصوبہ بندی کے خلاف اسلامی نظریاتی کونسل نے ایک جامع رپورٹ شائع کی جس کا پیش لفظ اس کے دو چیئرمینوں جسٹس ریٹائرڈ تنزیل الرحمان اور جسٹس ریٹائرڈ محمد حلیم نے لکھا: رپورٹ میں کونسل کی حتمی رائے ظاہر کرتے ہوئے لکھا گیا:

”ضبط تولید کا جسے خاندانی منصوبہ بندی (اور اب آبادی کی منصوبہ بندی) کہا جاتا ہے ریاست کی باقاعدہ پالیسی کے طور پر اپنانا اسلامی شریعت کی روح کے خلاف ہے۔ ضبط تولید کی وجہ سے معاشرہ اعتقادی ارتداد، بے حیائی، قومی سطح پر جنسی بے راہ روی، ملکی دفاع اور اقتصادی ترقی کے لئے درکار افرادی قوت میں کمی کا شکار ہوجاتا ہے۔ نیز اس سے نفسیاتی واعصابی تناؤ کے سبب بسا اوقات ماؤں اور بچوں کی صحت بھی متاثر ہوتی ہے۔ کونسل نے اس دلیل کو رد کرتے ہوئے کہ آبادی میں اضافہ سے قومی وسائل کم پڑ جائیں گے۔ رائے ظاہر کی کہ یہ دلیل اعداد وشمار کی رو سے غلط ثابت ہوچکی ہے۔ لیکن مغرب کے پروپیگنڈہ باز اپنی بدنیتی کے باعث اسے تیسری دنیا کے ممالک واقوام کے سامنے برابر پیش کیے جارہے ہیں، لہٰذا کونسل سفارش کرتی ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام کو حکومتی سطح پر ترک کیا جائے۔“ (رپورٹ خاندانی منصوبہ بندی، ص:۸۱)

اب بتایا جائے کہ یہ عمل کتنا غلط ہے؟ ہائے افسوس! جن کی ذمہ دستور اور آئین کی حفاظت کی ذمہ داری تھی وہ خود ہی اس آئین اور دستور کی خلاف ورزی کرنے اور اس کی دھجیاں اڑانے میں لگے ہوئے ہیں۔ ولا فعل اللہ ذلک، إن أرید إلا الإصلاح ما استطعت وما توفیقی إلا باللہ علیہ توکلت وإلیہ أنیب

وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین

پیغام مدارس کانفرنس ناصر باغ لاہور

عبدالقدوس محمدی

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس عاملہ کے فیصلے کے مطابق ملک بھر میں پیغام مدارس کانفرنسوں کا سلسلہ جاری ہے۔اس حوالے سے ملک کے مختلف مقامات پر عظیم الشان، تاریخ ساز اور یادگار پروگراموں کا انعقاد ہوا۔ناصر باغ لاہور میں ہونے والی پیغام مدارس کانفرنس اپنی نوعیت کی منفرد اور یادگار کانفرنس تھی۔ ناصر باغ لاہور میں ہر طرف بہار دکھائی دے رہی تھی ......نورانی چہرے ......سنت کے مطابق لباس ......دین سے محبت رکھنے والے......دینی مدارس سے وابستگی رکھنے والے......لاہور اور گردونواح کے اہل مدارس، علماء وطلبہ، مساجد کے ائمہ وخطباء، طلبہ کے سرپرست، مدارس کے معاونین، مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے حضرات کی کثیر تعداد ناصر باغ لاہور میں جمع تھی......یہ مجمع سیاسی بنیادوں پر اکٹھا نہیں کیا گیا تھا......کسی خوشنما نعرے پر جمع نہیں کیا گیا تھا......زندہ دلان لاہور کو کسی دھوکے سے ناصر باغ نہیں بلایا گیا تھا......مہنگی میڈیا کمپین نہیں چلائی گئی تھی......بلکہ شہر کی مساجد کے منبر ومحراب سے آواز بلند ہوئی تھی......پورے علاقے میں پھیلے ہوئے اہل مدارس نے سینہ بہ سینہ دعوت دی تھی......اور اتنا بھرپور اور کامیاب پروگرام انعقاد پذیر ہوا جو وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے حسن انتظام کا شاہکار تھا۔

لاکھوں روپے کے بجٹ کا بندوبست......تاحد نگاہ انسانوں کا جم غفیر......سیکورٹی کے انتظامات......ساؤنڈ سسٹم......خصوصی مہمانوں کے لئے الگ راستے بنائے گئے تھے......معززین علاقہ اور علماء کرام کے لئے الگ راستے اور الگ بیج تیار کئے گئے تھے......عمومی پنڈال کے داخلی راستوں کا نظام بالکل جدا تھا......پورے شہر کو بینروں سے سجایا گیا تھا۔ جلسے سے قبل شہر میں مختلف اجلاس ہوئے، کمیٹیاں بنیں، ذمہ داریاں تقسیم ہوئیں، ہر شخصیت اور ادارے نے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے قائدین کے احکامات پر عملدرآمد کو اپنی ذمہ داری سمجھا، کسی نے یہ نہیں کہا کہ یہ فلاں کا کام ہے، کسی نے کریڈٹ لینے کی کوشش نہیں کی، کسی نے اپنے حصے کا کام دوسروں کے کندھے پر ڈالنے کا نہیں کہا۔وفاق المدارس پنجاب کے ناظم مولانا قاضی عبدالرشید نے ہمیشہ کی طرح اس پروگرام کی کامیابی کے لئے لاہور کے کئی سفر کیے، لاہور کے علماء کرام اور وفاق المدارس کے وابستگان سے مسلسل رابطے میں رہے، پروگرام کے دن بھی شدید دھند اور راستوں کی بندش کے باوجود سب سے پہلے میزبان کے طور پر پنڈال میں موجود تھے۔مولانا فضل الرحیم صاحب پروگرام کی تیاریوں کے عمل کی نگرانی فرماتے رہے، ہدایات دیتے رہے، کارگزاری سنتے رہے، اپنے جملہ متعلقین کو مامور فرمائے رکھا، جامعہ مدنیہ نے علماء اجتماع کی میزبانی کی، جامعہ فتحیہ نے اسٹیج سجایا، وفاق المدارس لاہور کے مسوول مولانا عزیزالرحمن اور مفتی خرم یوسف دن رات ایک کئے رہے، ہر مدرسہ میں پہنچے، ہر شخصیت سے رابطہ کیا، ہر کام کی نگرانی کی۔

ہر ادارہ اور ہر شخص اس پروگرام کے انتظامات کے سلسلے میں سرگرم عمل رہا......شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ کے خلیفہ مولانا حافظ صغیر صاحب شدید علالت کے باوجود وہیل چیئر پر پروگرام میں تشریف لائے اور آخر تک موجود رہے، مخدوم العلماء والصلحاء مولانا محمد حسن صاحب پروگرام میں شریک رہے، اپنے نصائح سے نوازا، شیخ الحدیث مولانا محب النبی صاحب، مولانا قاری احمد میاں تھانوی صاحب، مولانا رشید میاں صاحب، مولانا محمود میاں صاحب، آس اکیڈمی کے ناظم مولانا عاطف صاحب، جامعہ فتحیہ کے مولانا عبدالمنان صاحب، مولانا عبداللہ مدنی صاحب اور لاہور شہر کے ہر ادارے کے وابستگان پیش پیش رہے......جامعہ اشرفیہ بلکہ تمام دینی تحریکوں، اداروں اور میڈیا کے مابین ہمیشہ پل کا کردار ادا کرنے والے مولانا مجیب الرحمن انقلابی مسلسل میڈیا سے رابطے میں

رہے، خبروں کی اشاعت کا اہتمام کیا، اخبارات کے خصوصی کلر ایڈیشنز پر پیغام مدارس کانفرنس کے حوالے سے مضامین چھپوائے، مولانا مفتی ریاض جمیل اور ان کے رفقاء کی ٹیم پروگرام کی لائیو کوریج اور سوشل میڈیا کمپین کے حوالے سے سرگرم عمل رہی۔

وفاق المدارس کی مجلس عاملہ کے رکن مولانا مفتی طاہر مسعود سرگودھا سے سفر کرکے تشریف لائے اور خطاب فرمایا۔ انہوں نے اپنے خطاب کے دوران ایک تاریخی جملہ ارشاد فرمایا ''ریاست مدینہ میں مدارس گرائے نہیں جاتے تھے بلکہ بنائے جاتے تھے'' راقم الحروف کو چند معروضات پیش کرنے کا موقع ملا تو تین باتیں عرض کیں، (۱) رجوع الی اللہ (۲) اتحاد ویکجہتی اور اجتماعیت کا خیال (۳) اکابر پر اعتماد کا اہتمام کرنے کی ضرورت ہے۔ یادگار اسلاف مولانا محمد حسن صاحب نے اپنے خطاب میں دینی مدارس کو اخلاص وللّٰہیت اور یکسوئی سے دینی خدمات سرانجام دینے کی تاکید فرمائی۔ جواں سال عالم دین مولانا ظہیر احمد ظہیر نے ولولہ انگیز انداز سے مدارس دینیہ اور وفاق المدارس کے کردار وخدمات پر گفتگو کی اور مجمع میں بیداری اور گرمجوشی کی روح پھونک دی۔

پروگرام کا کلیدی اور مرکزی خطاب مولانا قاضی عبدالرشید کا تھا۔ انہوں نے اپنے روایتی اور خوبصورت انداز میں دینی مدارس کی ضرورت واہمیت، کردار وخدمات پر روشنی ڈالی، پیغام مدارس مہم کے مقاصد کے بارے میں آگاہ فرمایا، دینی مدارس کے بارے میں حکومت اور دیگر قوتوں کے اقدامات اور پالیسیوں پر اظہار خیال کیا، مدارس کو درپیش مسائل ومشکلات کے بارے میں گفتگو فرمائی ایک جامع مکمل اور بھرپور خطاب...... مولانا قاضی عبدالرشید نے دینی مدارس کی خدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا مدارس اسلامی معاشرے کی بنیادی اور اہم ترین ضرورت ہیں اور ان مدارس نے ہر دور میں قوم کے اعتماد کی لاج رکھی، قوم کی توقعات کو پورا کیا، کبھی ایسا نہیں ہوا کہ حفاظ قرآن اور ائمہ وخطباء کی قلت یا لوڈشیڈنگ کی نوبت آئی ہو۔ انہوں نے کہا کہ مدارس نے پاکستان کو دنیا بھر کے تشنگان علوم نبوت کے لئے مرجع بنایا، خود کفیل بنایا، جو ذمہ داری اٹھائی اسے کماحقہ نبھایا...... انہوں نے کہا ''دینی مدارس نے قوم میں اتحاد ویکجہتی اور یکسانیت کو فروغ دیا جبکہ سرکاری بجٹ پر چلنے والے اداروں نے قوم کو تقسیم کیا، کبھی نصاب کے نام پر، کبھی کلاس کے نام پر، کبھی فیس کی شکل میں، کبھی کس عنوان سے کبھی کس عنوان سے...... انہوں نے کہا ''پاکستان کے دینی مدارس سے ہر سال ایک لاکھ سے زائد خوش نصیب بچے قرآن کریم کے حافظ بن کر نکلتے ہیں یہ ایسی سعادت اور اعزاز ہے جو اس سعودی عرب کو بھی حاصل نہیں جس کی سرزمین پر قرآن کریم نازل ہوا''۔ مولانا قاضی عبدالرشید نے اپنے خطاب کے دوران حکمرانوں کو خبردار کیا کہ وہ مدارس کی رجسٹریشن کے راستے میں رکاوٹیں ڈالنے سے گریز کریں، کوائف طلبی کے نام پر مدارس کو ہراساں کرنے کا سلسلہ بند کریں۔ انہوں نے کہا کہ مدارس کے خلاف مہم جوئی کے لئے پر تولنے والے حکمران اپنے پیش رو حکمرانوں کے انجام سے سبق سیکھیں کہ کسی کے لئے ملک کی سرزمین تنگ ہوگئی، کسی کو موذی مرض نے آلیا، کوئی جیلوں کی نذر ہوگیا لیکن دینی مدارس ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے جب تک اللہ کا دین اور اللہ کا قرآن باقی ہے ان مدارس کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

یہ عظیم الشان اجتماع حضرت مولانا فضل الرحیم صاحب کے اختتامی کلمات اور پرسوز دعا سے اختتام پذیر ہوا۔ مولانا فضل الرحیم صاحب نے اپنے والدگرامی مولانا مفتی محمد حسن صاحب کا زریں قول نقل فرمایا کہ ''ایمان کی ہر لحہ حفاظت کرتے ہوئے اسے قبر تک ساتھ لے جانا ہے''۔ توقع کی جارہی ہے کہ اس پروگرام کی برکات، اثرات اور نتائج وثمرات دیر اور دور تک محسوس کئے جاتے رہیں گے۔

☆☆......☆☆

دعائے مغفرت کی اپیل

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے دیرینہ کارکن اور ہمارے مخلص ساتھی بھائی محمد عدیل صاحب کی خالہ محترمہ ۲۸ دسمبر ۲۰۱۸ء بروز جمعہ بعد نماز عصر بقضائے الٰہی سے انتقال فرماگئیں۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ سانس کے عارضہ میں مبتلا تھیں۔ اُن کی عمر تقریباً ۷۰ سال تھی۔ مرحومہ ماشاءاللہ! صوم وصلوٰۃ کی پابندی تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور ایک بیٹا چھوڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی کامل مغفرت فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ قارئین سے التماس ہے کہ اپنی دعاؤں میں اِن کو شامل فرمائیں۔

تھالی کا بینگن

قصہ ایک جھوٹے مدعی نبوت کا

قسط:۲

الحاج اشتیاق احمد مرحوم

بچپن، لڑکپن، جوانی:

ہم مرزا پر پڑنے والے دوروں کی بات کر رہے تھے۔ ابھی دورے پڑنے شروع نہیں ہوئے تھے تو مرزا لوگوں کو نماز پڑھایا کرتا تھا۔ جس دن دورے پڑنے لگے، نماز پڑھانا چھوڑ دی لیکن نبوت کا خیال نہ چھوڑا، جس سال دورے شروع ہوئے۔ مرزا اس سال کے روزے بھی پی گیا۔ دوسرے سال روزے شروع کیے لیکن آٹھ نو رکھ کر پھر چھوڑ دیئے۔ تیسرے سال رمضان شروع ہوا، دس روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ پڑا، شاید مرزا کا اور دوروں کا چولی دامن کا ساتھ شروع ہو چکا تھا۔ دورے مرزا کا پیچھا چھوڑنے پر آمادہ نہیں تھے یا مرزا دوروں کا ساتھ چھوڑنے پر تیار نہیں تھا۔ اس کے بعد رمضان آیا تو تیرھویں روزے کو مرزا کو دورہ پڑا۔ اس نے وہ روزہ توڑ دیا اور پھر روزے نہیں رکھے۔ مرزا نے ان روزوں کی قضا بھی نہیں کی، لیکن مرزا کو بس یہی ایک دوروں والی بیماری نہیں تھی، بلکہ وہ تو بیماریوں کا گھر تھا یا پھر بیماریوں نے اس کا گھیراؤ کر لیا تھا۔ سوسو بار پیشاب کی بات پہلے بھی آ چکی ہے۔ مرگی کا بھی آپ پڑھ چکے ہیں۔ اب یہ بھی سن لیں کہ اسے دردِ سر، تشنج، دل کی بیماری، مراق، مالیخولیا اور ہسٹیریا کا مرض بھی تھا، جو خناق الرحم کی بیماری ہے، یہ بیماری مرزا کو کیسے لاحق ہوئی؟ یہ معلوم نہیں اور نہ جانے کون کون سی بیماریاں لاحق تھیں۔ ان کی وجہ سے وہ نماز بیٹھ کر پڑھتا تھا یا نماز بیٹھ کر پڑھنے کے لئے اس نے ان بیماریوں کو خود دعوت دے رکھی تھی۔ کبھی کبھی نماز درمیان میں توڑ بھی دیتا تھا۔ بیٹھ کر بھی نماز صحیح طور پر نہیں پڑھی جاتی، اپنی یادداشت کی شکایت مرزا نے خود کی ہے، لکھتا ہے:

”حافظہ اتنا کمزور ہے کہ بیان نہیں کر سکتا“

اور ایک جگہ لکھتا ہے کہ میں دائم المرض آدمی ہوں اور ”سیرۃ المہدی“ میں لکھا ہے کہ مرزا کی زبان میں لکنت بھی تھی، اب جو شخص یہ بیان نہ کر سکے کہ اس کا حافظہ کتنا کمزور ہے اور ہو بھی دائمی مریض اور بات بھی اچھے طریقے سے نہ کر سکتا ہو، وہ خود کو نبوت کا دعویٰ کرنے کے قابل نہ جانے کیسے سمجھ بیٹھا، یہ بات آج تک کسی مرزائی کی سمجھ میں نہیں آئی۔

اب ذرا مرزا قادیانی کی فیاضی کا حال بھی سن لیں، شروع شروع میں مرزا باہر مہمانوں کے ساتھ کھانا کھاتا تھا، ان دنوں اس کے ساتھ کبھی ایک دو آدمی شریک ہو جاتے تھے۔ کبھی چھ سات ہو جاتے، جب پندرہ بیس آدمی شریک ہونے لگے تو اس نے باہر کھانا کھانا چھوڑ دیا، اندر تنہا کھانے لگا۔ یہ اس کی دریا دلی کی ادنیٰ سی مثال ہے، آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا۔

مرزا کو کسی نے مشورہ دیا کہ پیشاب کی تکلیف میں افیون مفید ہے۔ مرزا نے کہا: اگر میں نے افیون کھائی تو لوگ میرا مذاق اڑائیں گے، میں یہ خبیث چیز نہیں کھاؤں گا۔ اس کے بعد مرزا نے اپنی ایک کتاب میں لکھا ہے کہ ”میں نے اللہ پر بھروسا کیا، افیون نہیں کھائی اللہ نے بھی مجھے اس سے محفوظ رکھا۔“ یہ مرزا کا بیان ہے۔ اب ذرا اس کے بیٹے کا ایک بیان سن لیں۔ مرزا محمود احمد لکھتا ہے کہ ”مرزا صاحب نے ایک دوا اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق بنائی اس دوا کا بڑا حصہ افیون تھا۔ یہ دوا مرزا صاحب نے اپنے ساتھ حکیم نور الدین کو بھی کھلائی اور خود بھی کھاتے رہے۔ گویا خبیث چیز سے مرزا شوق فرماتے رہے۔ اس سے دو باتیں ثابت ہوئیں، مرزا پکا جھوٹا تھا اور خبیث چیزیں استعمال کر لیتا تھا۔ یہی نہیں وہ تو ولایتی شراب ٹانک وائن بھی منگاتا تھا اور پلومر کی دکان سے منگواتا تھا۔ یہ راز آج تک راز ہے کہ مرزا شراب کیوں منگواتا تھا۔ اس بات سے کسی مرزائی نے بھی پردہ نہیں اٹھایا۔ یہ بات مرزا کے خطوط سے ثابت ہے کہ وہ ٹانک وائن منگواتا تھا۔ شراب کی بوتلیں لانے والے کا نام مہدی حسین تھا، اب ایک مزیدار واقعہ سنیں اور سر دھنیں کہ مرزا آخر تھا کیا؟ ایک صاحب سیر کی غرض سے قادیان گئے، انہوں نے سوچا چلو مرزا

قادیانی سے بھی مل لیں، دیکھیں تو سہی کیسا آدمی ہے؟ چنانچہ وہ مرزا سے ملا، مرزا ان سے بہت اچھی طرح پیش آیا۔ نورالدین نے مسجد میں نماز پڑھائی جبکہ مرزا اپنے حجرے میں نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوگیا۔ یعنی اس نے مسجد میں جانے کی زحمت نہیں کی وہ صاحب بہت حیران ہوئے، انہیں حیرت کا ایک اور جھٹکا اس وقت لگا جب مرزا اچانک نماز توڑ کر گھر کے اندر چلا گیا۔ مارے حیرت کے ان کا بُرا حال ہوگیا کہ یہ کیا بات ہوئی، بعد میں لوگوں نے بتایا کہ جب مرزا پر وحی نازل ہوتی ہے تو وہ اس طرح نماز توڑ کر اندر چلا جاتا ہے۔ یہ تھا اس جھوٹے نبی کا حال! اول تو جماعت سے نماز ہی نہیں پڑھتا تھا پھر اپنے حجرے میں بھی نماز توڑ دیتا تھا، جبکہ نماز کی حالت میں بھی اگر وحی نازل ہو تو نماز نہیں توڑی جاتی، اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرئیل علیہ السلام کبھی نماز کی حالت میں آتے، آپ کو کسی بات کے متعلق آگاہ کرتے لیکن آپ نماز نہیں توڑتے تھے۔ معلوم ہوا کہ جھوٹے کا جھوٹ کھل کھلا کر رہتا ہے، پھر ایسا بھی ہوتا تھا کہ مرزا گھر کے اندر عورتوں میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا تھا اور مزے کی بات یہ کہ مرزا کی بیوی اس کے پیچھے صف میں کھڑی نہیں ہوتی تھی، اس کے ساتھ کھڑی ہوتی تھی، اسلام کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں دی جاسکتی۔

مرزا کے لئے بچپن میں ایک فارسی کا استاد رکھا گیا تھا۔ اس نے مرزا کو قرآن شریف اور مستند فارسی کتابیں پڑھائیں، استاد کا نام فضل الٰہی تھا۔ اس کے بعد ایک عربی اور دینی علوم جاننے والے کو استاد مقرر کیا گیا۔ اس کا نام فضل احمد تھا۔ گرامر اور دینی کتابیں اس سے پڑھیں۔ اٹھارہ سال کی عمر میں ایک استاد گل شاہ سے پڑھا۔ مرزا نے اپنے تین استادوں کا ذکر خود کیا ہے لیکن پھر مرزا یہ بھی لکھتا ہے کہ میں حلفیہ کہتا ہوں کہ کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے۔

آخر کسی کو یہ ثابت کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ مرزا کی کتاب دافع البلا اٹھا کر دیکھ لیں وہاں ان استادوں کا ذکر موجود ہے۔ حیرت ہے ان تمام باتوں کے بالکل سامنے ہوتے ہوئے مرزائی، مرزا کو نبی مانتے ہیں اور تو اور مرزا نے اپنی ایک کتاب میں خود کو انگریز کا خود کاشتہ پودا لکھا ہے۔ لیکن یہ لوگ اس پر بھی غور نہیں کرتے کہ جب مرزا نے خود یہ بات لکھی ہے تو تمہیں کیا ہوگیا ہے، غور نہیں کرتے۔ باتوں باتوں میں ایک بات یہ بھی ثابت ہوگئی کہ مرزا نے کسی باقاعدہ دینی ادارے سے تعلیم حاصل نہیں کی تھی۔

اب ایک اور مزیدار واقعہ سن لیں۔ مرزا کے باپ کو پنشن ملتی تھی، ایک بار اس نے مرزا کو پنشن وصول کرنے کے لئے بھیج دیا۔ اس کے ساتھ اس کا ایک ساتھی مرزا امام دین بھی تھا۔ مرزا نے پنشن وصول کرلی تو امام دین نے اسے بہلایا پھسلایا اور وہ رقم ادھر ادھر خرچ کروادی پھر خود غائب ہوگیا۔ اب مرزا بہت پریشان ہوا، شرم آئی کہ گھر کیسے جائے، چنانچہ گھر جانے کی بجائے سیالکوٹ چلا گیا، وہاں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں معمولی تنخواہ پر ملازمت کرلی۔ یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ مرزا کو امام دین نے بہلا پھسلا کر اور دھوکے سے رقم خرچ کروادی، گویا مرزا نے دھوکا بھی کھایا۔ حیرت ہے کہ جو لوگوں سے خود دھوکے کھاتا رہا، مرزائی اس کے دھوکے میں کس طرح آگئے۔ اس کے نبوت کے دعوے کو کیسے مان گئے۔ ثابت ہوا مرزائی دھوکا کھانے میں مرزا سے بھی دو ہاتھ آگے ہیں۔

مرزا نے تقریباً سات سال تک کچہری میں ملازمت کی۔ پندرہ روپے ماہوار تنخواہ لیتا رہا گویا انگریز کی نوکری چاکری کرتا رہا۔ وہیں کرائے کا مکان لے کر رہتا رہا، مالک مکان کا نام عمرا جولاہا تھا، سیالکوٹ کی اس ملازمت کے دوران مرزا کو مناظروں کا شوق چرایا۔ وہاں قریب ہی فضل دین نام کے ایک شخص کی دکان تھی۔ اس کی دکان رات گئے تک کھلی رہتی، کچھ پڑھے لکھے مسلمان بھی وہاں آجاتے، مرزا بھی وہاں اٹھتا بیٹھتا تھا۔ اسی جگہ ایک عیسائی نصراللہ نام کا وہاں آتا تھا۔ مرزا اس سے مناظرے کرتا تھا، گویا اس دوران اسے بحث مباحثے کا شوق شروع ہوا۔

ایک عیسائی نے ایک بار کہا: عیسائیت کے سوا کسی مذہب میں نجات نہیں۔ مرزا نے اس کی بات سن کر کہا کہ نجات سے تمہاری کیا مراد ہے؟ عیسائی نے کوئی جواب نہ دیا، جواب دیتا بھی کیا؟ اب وہ مرزا کو نجات کے کیا معنی بتاتا۔ نجات سے آسان لفظ کہاں سے لاتا، غالباً اسے حیرت تھی کہ اس شخص کو تو نجات کا مطلب ہی معلوم نہیں اور کرتا پھرتا ہے یہ مناظرے۔ مرزا نے ایسے اور بھی کئی مناظرے کئے۔ ہر مناظرے میں اس نے شکست ہی کھائی۔

اس کے ایک مناظرے کی روداد آپ کو سناتے ہیں، پتا نہیں اسے کس نے یہ مشورہ دے دیا تھا کہ عیسائیوں سے جاکر مناظرہ کرو، تم بہت پائے کے عالم ہو۔ عیسائیوں کو مناظروں میں

چاروں شانے چت کرنا تمہارے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ ہاں تو ہوا یہ کہ مرزا نے ایک عیسائی کو مناظرے کا چیلنج دیا۔ اپنے ایک ساتھی کو ساتھ لیا اور چلے اس سے مناظرہ کرنے، ملاقات ہوئی تو عیسائی نے ان سے پوچھا: یہ بتائیں کہ آپ میں سے بات کون کرے گا؟

مرزا کے ساتھی نے اشارہ کرتے ہوئے کہا: یہ بات کریں گے۔

عیسائی نے سرہلادیا اور بولا: ہم عیسیٰ کو مانتے ہیں۔ آپ لوگ بھی مانتے ہیں جب کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف آپ لوگ مانتے ہیں ہم نہیں مانتے۔ ان حالات میں آپ کو عیسائی ہونے میں کیا حرج محسوس ہوتا ہے۔ مرزا کو عیسائی کے اس سوال کا کوئی جواب سجھائی نہ دیا۔ جب کافی لمحات بیت گئے تو مرزا کے ساتھی سے رہا نہ گیا۔ بولا: مرزا صاحب! وقت ہوگیا۔

اس کے بولنے پر عیسائی مناظر نے اعتراض کیا اور بولا: میں نے پہلے ہی طے کرلیا تھا کہ کون بات کرے گا، پھر آپ کیوں بات کررہے ہیں، اس پر مرزا اٹھ کھڑا ہوا اور بولا: آؤ! چلیں......

گویا مرزا لاجواب ہوکر مناظرے سے بھاگ کھڑا ہوا، وہ اپنے ساتھی کا اشارہ تک نہ سمجھ سکا۔ عیسائی کی بات کا جواب یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام اپنے وقت میں نبی ہوچکے ہیں۔ اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا دور ہے لہٰذا آپ پر ایمان لانا ہوگا، لیکن مرزا اپنے ساتھی کا اشارہ بھی نہ سمجھ سکا اور شکست کھا کر چلا آیا لیکن یہ تو اس کی بالکل ابتدائی شکستیں تھیں، ابھی تو اسے شکست پر شکست کھانا تھی۔

سیالکوٹ کی ملازمت کے دوران مرزا نے تحصیلداری کا امتحان دیا۔ اس کے ساتھ ایک ہندو بھی وہیں ملازم تھا اور اس کا دوست بن چکا تھا۔ اس نے بھی امتحان دیا، مرزا اس امتحان میں فیل ہوگیا جب کہ ہندو پاس ہوا۔ اس وقت بھی مرزا نے یہ نہ سوچا کہ جو شخص تحصیلداری کا امتحان پاس نہیں کرسکتا، اسے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرتے وقت کچھ تو سوچنا چاہئے، لیکن شاید مرزا اس قسم کی سوچ سے عاری تھا۔ امتحان میں ناکام ہوکر مرزا نے ملازمت بھی چھوڑ دی اور قادیان چلا آیا۔ ان دنوں اس کا باپ مرزا غلام مرتضیٰ اپنے باپ دادا کی زمینوں کے سلسلے میں انگریز کی عدالتوں میں مقدمات لڑتا پھر رہا تھا، جب اس نے دیکھا کہ اب اس کا بیٹا فارغ ہے تو مقدمات لڑنے کا کام اس کے حوالے کردیا۔ مرزا نے انگریزی عدالتوں کے دھکے بہت دنوں تک کھائے، انگریز ججوں کے سامنے اسے گھنٹوں کھڑا رہنا پڑتا تھا، غور فرمائیں، ایسے شخص نے بعد میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ اس نے یہ بھی نہ سوچا کل تو میں تحصیلداری کے امتحان میں فیل ہوگیا تھا، کل تک تو میں انگریز کی عدالتوں میں کھڑا رہتا تھا، آج میں نبوت کا (جھوٹا) دعویٰ کرتا کیا اچھا لگوں گا، لیکن مرزا کو اس سے کوئی غرض نہیں تھی۔ اس نے عدالتوں میں حاضریاں دیں، سمن ملنے پر عدالتوں میں حاضر ہوتا رہا۔ غور طلب بات یہ ہے کہ اللہ والے لوگ یا انبیاء علیہم السلام عدالتوں کے دھکے نہیں کھاتے پھرتے، مرزا تو اللہ کا کوئی ولی بھی نہیں تھا، ایک ہندو کے مقابلے میں ذہین بھی نہیں تھا جس ہندو نے اس کے مقابلے میں امتحان پاس کیا، کیا وہ اس سے زیادہ ذہین نہیں تھا؟ کم از کم مرزا کو نبوت کا دعویٰ کرتے وقت یہ تو سوچنا چاہئے تھا چلئے اس نے تو نہیں سوچا، جن لوگوں نے مرزا کو نبی مان لیا، انہیں تو یہ بات سوچنی چاہئے تھی اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث میں ہے: ''ابن مریم حاکم، عادل اور امام منصف کی حیثیت سے آئیں گے۔''

یہ حدیث صحیح البخاری میں ہے، خود مرزا نے اپنی کتاب ازالۂ اوہام کے پہلے حصے میں اس کو نقل کیا ہے۔ مطلب یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام حاکم ہوں گے، عادل ہوں گے یعنی انصاف کریں گے اور امام منصف ہوں گے یعنی انصاف کرنے والے امام ہوں گے، لوگوں میں انصاف کریں گے جب کہ اوپر ہم جو کچھ لکھ آئے ہیں، اس کی رو سے مرزا انگریز کی عدالتوں میں انگریز ججوں کے سامنے ادب سے کھڑا رہا، اس میں تو حاکموں والی کوئی ایک بات بھی نہیں تھی۔ اس نے انگریز حکومت کو ایک درخواست بھی لکھی تھی جس میں اس نے خود کو انگریز کا خود کاشتہ پودا لکھا تھا، ایسا شخص نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا اور لوگ اس کی نبوت کو مان لیں تو ان کی عقل کو کیا کہا جائے گا؟

پھر سونے پر سہاگہ یہ کہ مرزا کے باپ غلام مرتضیٰ اور اس کے چچا غلام محی الدین نے مہاراجہ رنجیت سنگھ کی فوج میں خدمات انجام دی تھیں۔ گویا مرزا کے باپ دادا نے مسلمانوں کی بجائے سکھوں کا ساتھ دیا تھا۔ سکھوں کی حکومت ختم ہوئی تو ان دونوں بھائیوں کو قلعہ پسرور میں قید کردیا گیا۔ انگریزوں نے جائیداد ضبط کرلی، اس طرح مرزا مالی پریشانیوں میں مبتلا ہوا اب وہ ہر وقت یہ سوچنے لگا کہ کس طرح دوبارہ دولت مند بن جائے۔ (جاری ہے)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی رکنیت سازی میں بھرپور شرکت فرمائیں!

مولانا قاضی احسان احمد

ہر تین سال بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ملک بھر میں رکنیت سازی ہوتی ہے۔ دستور کے تحت اس کے لئے: ’’جنرل کونسل اور مجلس عمومی‘‘ کے اراکین منتخب کئے جاتے ہیں جو پھر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دو مرکزی نائب امراء کا انتخاب کرتے ہیں۔ پھر امیر مرکزیہ، دو مرکزی نائب امراء، بمشورہ مرکزی مجلس شوریٰ، مجلس کے دیگر مرکزی عہدیداروں کی نامزدگی فرماتے ہیں۔ یوں اگلے تین سال کے لئے عالمی مجلس کی مرکزی باڈی کی تشکیل کا عمل مکمل ہو جاتا ہے۔

اس سال بھی جنوری ۲۰۱۹ء سے رکنیت سازی کا عمل شروع کرنے کی مرکزی مجلس شوریٰ نے منظوری دی ہے۔ مقامی جماعتوں کی تشکیل اور مجلس عمومی کے چناؤ کا عمل چناب نگر ختم نبوت سالانہ کانفرنس سے قبل مکمل کرنا ضروری ہے۔ تاکہ کانفرنس کے موقع پر مجلس عمومی کا اجلاس منعقد کیا جا سکے جس میں مرکزی دو نائب امراء کا چناؤ ہو سکے۔

اس وقت ملک عزیز کے جو حالات ہیں ان کو سامنے رکھنا ضروری ہے۔ کھلی آنکھوں اور گہری بصیرت کے تحت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے رکن سازی کی جائے۔ تاکہ پر امن جدوجہد کے لئے بھرپور مخلصانہ جدوجہد کرنے والے رفقاء کرام اس پلیٹ فارم کو مہیا ہو سکیں۔

عامۃ المسلمین جانتے ہیں کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایک غیر سیاسی، مذہبی، تبلیغی ادارہ ہے۔ اس کا مقصد وحید رحمت عالم ﷺ کی عزت وناموس اور وصف خاص عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرنا ہے اور بس۔

الحمدللہ! اس جماعت کی بنیاد حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا محمد حیاتؒ، مولانا محمد شریف بہاول پوریؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، مولانا تاج محمودؒ ایسے بیسیوں اکابر نے گہری سوچ وفکر کے ساتھ رکھی تھی۔ کتنے بزرگوں کی نیم شبانہ دعاؤں اور استخاروں اور اللہ رب العزت کی ذات گرامی سے آہ وزاری اور تمناؤں کے نتیجہ میں یہ پلیٹ فارم امت کو میسر آیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو یہ سعادت حاصل ہے کہ ہمیشہ اہل حق نے اس کی نہ صرف سرپرستی فرمائی۔ بلکہ اس کے کام کو سراہا اور ہمیشہ اپنی محبت، قیادت وسیادت سے سرفراز فرمایا۔ شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، مولانا شمس الحق افغانیؒ، مولانا خیر محمد جالندھریؒ، مولانا خواجہ خان محمدؒ، مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ، مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مولانا محمد جمیل خانؒ، مولانا مفتی نظام الدینؒ ایسے سینکڑوں اکابر اس قافلہ کے ساتھ عملاً شریک سفر رہے۔

مولانا مفتی زین العابدینؒ، مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ، مولانا عبدالحقؒ، مولانا میاں عبدالہادی دین پوریؒ، مولانا احمد علی لاہوریؒ، مولانا عبیداللہ انورؒ، مولانا عبداللہ بہلویؒ، مولانا سرفراز خان صفدرؒ، مولانا گل بادشاہ، مولانا عبدالکریم صاحب بیر شریف، ایسے سینکڑوں حضرات نے اس پلیٹ فارم کو اپنا پلیٹ فارم سمجھا۔ اس کے کام کو اپنا کام سمجھا اور برابر اس میں شریک رہے۔

مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ، مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانویؒ، مولانا محمد علی مونگیریؒ، مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ ایسے اکابر کی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے محنت کو دیکھا جائے تو نور کی سنہری لڑی سیدنا صدیق اکبرؓ کے وجود مسعود تک ایک تسلسل کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ پھر اگر ان بزرگوں کی عقیدہ کے لئے محنت کی جدوجہد کو بطور نمونہ کے اس دور میں پیش کرنے کی ضرورت ہو تو اسے آسان لفظوں میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

دیکھئے اور بار بار محبت بھری نظروں اور عمیق

نگاہوں سے ملاحظہ کیجئے کہ اس میں نہ رسہ کشی، نہ عہدوں کی جنگ، نہ اقتدار کا جھگڑا، نہ دنیاوی مفاد کے لئے آگے بڑھنے کی کوشش، نہ ٹانگیں کھینچنے کا شغل، ایک دھن اور خالصتاً دین کی سربلندی، عقیدۂ ختم نبوت کی پاسداری و عمل داری کے ساتھ ساتھ عشق و محبت رسول ﷺ کا ایک نشہ ہے جسے نصیب ہو جائے۔ اسی نشہ اور صدق وصفاء کی کاوش ہے کہ برابر یہ قافلہ بڑھتا جارہا ہے اور اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہے۔ ہر اٹھتا قدم منزل قریب کررہا ہے اور منزل مراد بڑی پرکشش اداؤں کے ساتھ قریب تر ہو رہی ہے۔

تمام رفقاء حضرات مقامی مبلغین کے ساتھ رابطہ کر کے اپنی اولاد، اپنے عزیزوں سمیت اس کی رکنیت کی جدوجہد میں شریک ہو کر ایک ریکارڈ قائم کریں۔ اللہ تعالیٰ توفیق فرمائیں۔ آمین!

سہ سالہ ممبر سازی کے لئے طے ہوا کہ جہاں پچیس یا اس سے زائد ممبر ہوں وہاں مجلس کا یونٹ تشکیل دیا جائے گا۔ ایک سے پچیس ممبران پر ایک رکن مرکزی مجلس عمومی کے لئے منتخب کیا جائے گا۔ جو پچیس سے ایک سو تک ہوگا، ایک سو ایک پر دو، دو سو ایک پر تین ممبران مرکزی نمائندے ہوں گے۔ ممبر سازی کا سلسلہ ابتدائی طور پر تین ماہ تک جاری رہے گا۔ بعد ازاں مجالس کی تشکیلات عمل میں لائی جائیں گی۔ درج ذیل حضرات کو ناظم انتخابات مقرر کیا گیا۔

مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مولانا توصیف احمد حیدرآباد، مولانا مختار احمد میرپور خاص، مولانا محمد حنیف بدین/عمرکوٹ، مولانا تجمل حسین نواب شاہ، مولانا محمد حسین ناصر سکھر، مولانا مفتی محمد راشد مدنی رحیم یار خان، مولانا محمد اسحٰق ساقی بہاول پور، مولانا محمد قاسم رحمانی بہاول نگر، مولانا محمد وسیم اسلم ملتان، مولانا محمد اقبال ڈیرہ غازی خان/راجن پور، مولانا حمزہ لقمان مظفر گڑھ/لیہ، مولانا محمد نعیم میانوالی/خوشاب، مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی سرگودھا، مولانا غلام مصطفیٰ چنیوٹ، مولانا غلام حسین جھنگ، مولانا عبدالستار گورمانی خانیوال، وہاڑی، مولانا عبدالحکیم نعمانی ساہیوال، پاکپتن، مولانا عبدالرزاق قصور، اوکاڑہ، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی لاہور، مولانا عبدالنعیم شیخوپورہ، مولانا محمد خالد عابد ننکانہ، مولانا فقیر اللہ اختر سیالکوٹ، نارووال، مولانا عبدالرشید سیال فیصل آباد، مولانا خبیب احمد ٹوبہ ٹیک سنگھ، مولانا محمد قاسم سیوطی منڈی بہاؤالدین، گجرات، مولانا محمد عارف گوجرانوالہ، حافظ آباد، مولانا مفتی خالد میر آزاد کشمیر، مولانا محمد طیب اسلام آباد، مولانا محمد عابد کمال خیبر پختونخواہ، مولانا محمد اویس بلوچستان۔

مندرجہ بالا علماء کرام اپنے اپنے حلقوں میں اپنی نگرانی میں ممبر سازی اور انتخابات کرائیں گے۔ مقامی جماعتوں کو ممبر سازی کی بکوں کی ضرورت ہو تو مبلغ سے وصول کریں۔ تاحیات ممبر سازی کے لئے فیس رکنیت پانچ سو روپے مقرر کی گئی اور مبلغین کو ہدایت کی گئی کہ وہ تاحیات فیس رکنیت کی رسید مرکزی بک پر کاٹیں اور ''مد'' کے خانہ میں تاحیات فیس رکنیت لکھیں۔

☆☆..............☆☆

ہدایات برائے رکن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

☆......الحمدللہ! جماعت کی بنیاد حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا محمد حیاتؒ، مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، مولانا تاج محمودؒ ایسے بیسیوں اکابر نے گہری سوچ و فکر کے ساتھ رکھی تھی۔ موجودہ دور میں امیر مرکزیہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، نائب امراء حضرت حافظ ناصر الدین خاکوانی، مولانا صاحبزادہ عزیز احمد جماعت کی سرپرستی فرما رہے ہیں۔

☆......عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا رکن بننا کسی بھی بڑی سے بڑی سعادت سے کم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے۔

☆......ہر لحاظ سے اپنی جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا پابند ہونا۔

☆......مجلس کے کاز اور نظم سے عقیدت کی حد تک مخلص ہونا۔

☆......رد قادیانیت پر مشتمل کتب کا روزانہ کی بنیاد پر مطالعہ کرنا۔

☆......ہفت روزہ ختم نبوت اور ماہنامہ لولاک کے خریدار بننا۔

☆......علاقائی دفاتر اور مبلغین سے باہم رابطہ اور مشورہ میں رہنا۔

☆......علاقائی سطح پر تحفظ ختم نبوت کے پروگرامات منعقد کرانا۔ مثلاً ختم نبوت کانفرنس، سیمینار، کوئز مقابلے، تقریری مقابلہ جات وغیرہ۔

☆......تمام کام آئین و قانون کی حدود میں رہ کر اپنی جماعت کے ذوق اور ترتیب کے مطابق کرنا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مرتے دم تک اس جماعت سے وابستگی نصیب فرمائے۔ آمین۔

راولپنڈی، اسلام آباد کی ڈائری

مولانا شجاع آبادی راولپنڈی واسلام آباد کے دورہ پر!

رپورٹ: مولانا زاہد وسیم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی تین روزہ تبلیغی دورہ پر ۱۲؍دسمبر کو اسلام آباد تشریف لائے۔ جہاں مولانا محمد طیب، مولانا زاہد وسیم اور محمد معاویہ نے ان کا خیر مقدم کیا۔

۱۲؍دسمبر مغرب کی نماز کے بعد جامع مسجد خالد ابن ولیدؓ سوہان میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ امیر مجلس اسلام آباد شیخ الحدیث مولانا عبدالرؤف نے صدارت کی۔ مولانا محمد طیب اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے ختم نبوت اور ناموس رسالت کے عنوان پر بیانات ہوئے۔ پروگرام عشاء تک جاری رہا۔

۱۳؍دسمبر بعد نماز ظہر جامعہ فرقانیہ مدینہ کرتار پورہ راولپنڈی میں مولانا قاضی مشتاق احمد مدظلہ امیر مجلس کی صدارت میں ختم نبوت کنونشن منعقد ہوا، جس میں درجنوں علماء کرام اور سینکڑوں طلباء نے شرکت کی۔ جامعہ فرقانیہ مدینہ کا سنگ بنیاد ۹؍اپریل ۱۹۵۹ء کو خواجہ خواجگان، شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد نوراللہ مرقدہ نے رکھا۔ مدرسہ کے بانی ومہتمم مولانا عبدالحکیم ہزارویؒ سابق ایم این اے تھے۔ ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے حصہ لیا اور ہزارہ سے ایم این اے منتخب ہوئے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزارویؒ سے مل کر قومی اسمبلی میں لاہوری گروپ کے محضر نامہ کا جواب تیار کیا۔ موصوف ۱۹۹۲ء تک ادارہ کے مہتمم رہے۔ ناظم مولانا قاری زرین احمد تھے اور تا حیات ناظم رہے۔ موصوف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت راولپنڈی کے ناظم اعلیٰ اور نائب امیر بھی رہے۔

۱۹۹۲ء میں ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند گرامی مولانا عبدالمجید ہزاروی مہتمم بنائے گئے، ہمارے امیر محترم مولانا قاضی مشتاق احمد مدظلہ اسی جامعہ کے شیخ الحدیث اور سینئر استاذ ہیں۔ عرصہ بتیس سال سے تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ حضرت قاضی صاحب کے علاوہ ۳۱ اساتذہ کرام تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں، اڑھائی صد طلبا کرام زیر تعلیم ہیں۔ کنونشن میں علماء کرام اور حاضرین نے عقیدۂ ختم نبوت اور ناموس رسالت کی حفاظت کے لئے تجدید عہد کا اعلان کیا۔

تیسرا پروگرام ۱۳؍دسمبر بعد نماز مغرب جامع مسجد عائشہ صدیقہؓ منڈورہ ڈبل روڈ راولپنڈی میں منعقد ہوا، جس کی صدارت بھی حضرت مولانا قاضی مشتاق احمد مدظلہ نے کی۔ مولانا محمد طیب اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے اور پروگرام عشاء کی نماز تک جاری رہا۔ پروگرام کا انتظام قاری محمد اسماعیل نے کیا۔

خطبات جمعہ: ۱۴؍دسمبر جمعۃ المبارک کا خطبہ مولانا محمد طیب نے جامع مسجد نور جہاں میں دیا، جبکہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے مرکزی جامع مسجد گلشن آباد (اکال گڑھ) میں دیا۔ مولانا محمد رمضان علویؒ ایک عرصہ تک اس مسجد کے خطیب رہے۔ مولانا محمد رمضان علویؒ بھیرہ ضلع خوشاب کے رہنے والے تھے۔ ۱۹۲۱ء میں پیدا ہوئے، دس سال آرمی میں خطیب رہے۔ ۱۹۵۶ء میں مرکزی مسجد ہذا کے خطیب مقرر ہوئے اور تا حیات خطیب رہے۔ ایک عرصہ تک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن رہے۔ مولانا علویؒ کی وجہ سے یہ مسجد اہل حق کا مرکز رہی ہے۔ مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دیگر مبلغین کی بار بار تشریف آوری ہوتی۔

اسلم قریشی کیس کی تیاری کے لئے مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ پندرہ روز تک قیام پذیر رہے اور معروف لیگی راہنما راجہ ظفرالحق کی تیاری کرائی، بلکہ راجہ صاحب نے باضابطہ شاگردی اختیار کی۔ قیام پاکستان سے پہلے مجلس احرار اسلام سے تعلق رہا۔ پاکستان بننے کے بعد جب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تشکیل ہوئی تو

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں شامل ہوگئے۔

حضرت امیر شریعتؒ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، شیخ المشائخ حضرت خواجہ خان محمد نوراللہ مرقدہم کے ادوار میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن رہے، بہت ہی زیرک انسان تھے۔ اصلاحی تعلق خانقاہ سراجیہ کندیاں سے تھا۔ حضرت ثانیؒ (مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ) کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور تاحیات یہ تعلق برقرار رہا۔ حضرت ثانیؒ کے بعد حضرت خواجہ صاحب سے متعلق ہوگئے۔ اپنے بیٹوں کو حافظ، قاری اور عالم دین بنایا۔ ان کے ایک فرزند ارجمند مولانا عزیزالرحمٰن خورشید سرگودھا میں مجلس کے مبلغ رہے۔ آج کل ملک وال منڈی بہاؤالدین میں خطابت وامامت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

آپ کے ایک دوسرے فرزند ارجمند مولانا سعیدالرحمٰن علویؒ تھے جو جامعہ خیرالمدارس ملتان کے فاضل تھے۔ ایک عرصہ تک حضرو ضلع اٹک میں خطیب رہے۔ ان دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اٹک کے بھی امیر رہے، بہت ہی قادرالکلام خطیب وادیب تھے۔ ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور، ہفت روزہ اہلحدیث لاہور کے مستقل معاون قلم رہے۔ ہفت روزہ خدام الدین لاہور کے ایک عرصہ تک ایڈیٹر رہے۔ جامع مسجد الشفاء شاہ جمال کے خطیب رہے۔ ۱۲؍اکتوبر ۱۹۹۴ء کو وفات پائی، اپنے آبائی علاقہ بھیرہ میں محو استراحت ہیں۔ مولانا عبدالرحمٰن علوی مدظلہ مرکزی جامع مسجد کی خطابت میں ان کے جانشین ہیں۔ نیز مولانا عتیق الرحمٰن، مولانا ابوبکر خالد علوی جیسا کہ مذکور ہوا تمام بیٹوں کو حافظ، قاری اور عالم بنایا اور بچیوں کو بھی قرآن پاک حفظ کرایا۔

عرصہ دراز کے بعد مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے اپنے مخدوم اور جماعت کے قدیمی بزرگ کی یادگار جامع مسجد ۱۴؍دسمبر کے جمعۃ المبارک کا خطبہ دیا اور ان کی عظیم الشان خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا۔ جماعتی ساتھی اور ختم نبوت خط وکتابت کورس کے معاون بھائی ناصر نے استاذ جی کے اعزاز میں عصرانہ دیا، جس میں ایک درجن سے زائد احباب جماعت نے شرکت کی۔

جامع مسجد چشتی آباد میں ختم نبوت کانفرنس ۱۴؍دسمبر کو مغرب کی نماز کے بعد منعقد ہوئی، مولانا محمد طیب اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ ساڑھے سات بجے فیصل آباد کے لئے روانہ ہوگئے۔ ☆☆

مولانا عطاء اللہ کی وفات

مولانا عطاء اللہ چناب نگر کے مضافات کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے قرآن پاک جامعہ عربیہ چنیوٹ میں قاری مشتاق احمدؒ سے حفظ کیا۔

کتب کی تعلیم مدرسہ سراج العلوم سرگودھا سے حاصل کی۔ مدرسہ کے بانی مولانا مفتی محمد شفیع سرگودھویؒ (بانی ممبر جمعیت علماء اسلام) تھے۔ ان کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا مفتی عبدالسمیع مدرسہ کے مہتمم رہے۔ مولانا عطاء اللہؒ نے تمام کتب حضرت مولانا مفتی عبدالسمیعؒ کے دور میں پڑھیں اور حدیث پاک کی تکمیل بھی انہیں سے کی۔ اصلاحی تعلق جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ سے رہا۔ حضرت کی وفات کے بعد حضرت والا کے جانشین حضرت میاں محمد اجمل قادری مدظلہ سے رہا۔

موصوف مجلس کے ساتھ بہت محبت فرماتے تھے اور چناب نگر و مضافات کے مجلس کے تمام پروگراموں میں باقاعدگی سے شرکت فرماتے۔ آج سے سینتیس سال قبل جب چناب نگر میں ختم نبوت کانفرنس کا آغاز ہوا، کوئی کانفرنس ایسی نہیں رہی جس میں اپنے رفقاء سمیت شرکت نہ کی ہو۔ جب چناب نگر کے مدرسہ نے جامعہ کی حیثیت اختیار کی تو ان کی آمد کثرت سے ہونے لگی۔ مجلس کے مبلغ مولانا غلام مصطفیٰ مدرسہ کے شیخ الحدیث مولانا غلام رسول دین پوری مدظلہ سے تعلقات میں اضافہ ہوگیا۔ چنیوٹ شہر میں آتے جاتے مدرسہ اور دفتر میں حاضری ضرور دیتے۔ آپ کے فرزند ارجمند مولانا حفیظ اللہ بھی ہمارے مدرسہ چناب نگر میں زیر تعلیم رہے۔ ہارٹ کے مریض چلے آرہے تھے، جب بھی دل کو کچھ ہوا، تو خاتم النبیین ہارٹ سینٹر سرگودھا میں زیر علاج رہے۔ ۱۲؍ربیع الاول ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۱؍نومبر ۲۰۱۸ء کو وفات ہوئی۔ مولانا محمد الیاس چنیوٹی نے نماز جنازہ کی امامت کی۔ مولانا غلام مصطفیٰ مدظلہ سمیت مدرسہ ختم نبوت کے اساتذہ کرام نے جنازہ میں شرکت کی۔ عزیزی قاری حفیظ اللہ طاہر نے فون پر مولانا کی وفات کی خبر دی تو مولانا عزیزالرحمٰن ثانی زیدمجدہ کی معیت میں چک نمبر ۲۴۶ میں حاضری دی اور مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کی دعا کی گئی۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

REGD.SS 160

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی زندگی کے مختلف گوشوں کا
احاطہ کرتی ایک مختصر سوانح حیات

تذکرہ

شہیدِ اسلام
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہ

ترتیب: شاہینِ ختمِ نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

ضخامت: 407 صفحات — رعایتی قیمت: 150 روپے

ملنے کا پتہ:

دفتر عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت ایم اے جناح روڈ، کراچی

رابطہ نمبر: 0213-2780340 / 0213-2780337